30

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

17 تا 23 صفر المظفر 1447ھ/12 تا 18 اگست 2025ء

اس شمارے میں

اُمت کا اتحاد اور پاکستان کی سلامتی (2)

اتحادِ اُمت اور پاکستان کی سالمیت

پاک امریکہ تعلقات کا نیا دور اور خدشات

دلِ غمیں، لبِ دعا

غلامی میں کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں

''مثبت'' تجارتی معاہدے

قومی اتحاد

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

اتحاد میں بڑی طاقت ہے۔ کسی ملک کی بقاء اور سالمیت کا انحصار قومی یکجہتی اور اتفاق پر ہے۔ کوئی جماعت، کوئی ملک، کوئی قوم، اقوام عالم کی نگاہ میں عزت وآبرو اور وقار و احترام کا مقام نہیں پا سکتے جب تک کہ اس کے افراد میں یکجہتی اور ہم آہنگی نہ ہو۔ قومی اتحاد کے بغیر ترقی اور خوشحالی کا تصور بھی ایک خام خیال ہے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے، امید بہار رکھ

اقبال مسلمانوں کو آپس میں متحد اور ہم آہنگ زندگی بسر کرنے کی پُرزور اپیل کرتے ہیں:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

ابوعبداللہ
سوشل میڈیا سے اقتباس

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

ہجرت کی طرف راہنمائی

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1144

سُورۃُ العَنکبُوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 55 تا 57

یَوۡمَ یَغۡشٰہُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ وَ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِہِمۡ وَ یَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا مَا
کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ اَرۡضِیۡ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ
فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ۟ ثُمَّ اِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۵۷﴾

آیت:۵۵ ﴿یَوۡمَ یَغۡشٰہُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ وَمِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِہِمۡ﴾ ’’جس دن عذاب ڈھانپ لے گا، اُنہیں اوپر سے بھی اور ان کے قدموں کے نیچے سے بھی‘‘

﴿وَیَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾﴾ ’’اور کہا جائے گا کہ اب چکھو مزہ اپنے کرتوتوں کا۔‘‘

آیت:۵۶ ﴿یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ اَرۡضِیۡ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾﴾ ’’اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین بہت وسیع ہے، پس عبادت تم میری ہی کرو۔‘‘

اب اس آیت میں خطاب کا رُخ پھر اہلِ ایمان کی طرف ہے اور راہِ حق کے مجاہدین کو تیسری ہدایت دی جا رہی ہے۔ (پہلی ہدایت آیت 45 میں جبکہ دوسری 46 میں دی جا چکی ہے۔) اِس آیت میں ہجرت کی طرف راہنمائی ہے اور ہجرتِ حبشہ اُسی حکم کی روشنی میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔
اب اگلی آیت میں چوتھی ہدایت کا ذکر ہے:

آیت:۵۷ ﴿کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ۟ ثُمَّ اِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۵۷﴾﴾ ’’ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے، پھر تم ہماری ہی طرف لوٹا دیے جاؤ گے۔‘‘

دیکھو! موت تو ایک دن آنی ہی ہے۔ اُس دنیا میں نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے اور نہ ہی آئندہ کوئی ہمیشہ رہے گا۔ فرض کرو اگر یاسر اور ان کی اہلیہ سمیہ رضی اللہ عنہما ابوجہل کے ہاتھوں شہید نہ بھی ہوتے تو کیا ہوتا؟ بس یہی نا کہ چند برس اور جی لیتے۔ موت تو پھر بھی اُنہیں آنی ہی تھی۔ راہِ حق کے مسافروں کے لیے یہ بہت قیمتی نصیحت ہے۔ اگر یہ اٹل حقیقت انسان کے دل و دماغ میں مستحضر رہے تو انتہائی مشکل اور نامساعد حالات میں بھی اس کی ہمت قائم رہتی ہے اور وہ زندگی بچانے کے لیے حق کا ساتھ چھوڑنے اور باطل کے ساتھ مصالحت کر لینے کی سوچ جیسے شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے......

درس حدیث

بیت المقدس امداد بھیجنا، بیت المقدس جانے کی مانند

عَنْ مَیْمُونَۃَ رضی اللہ عنہا مَوْلَاۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ أَفْتِنَا فِي بَیْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ: ((أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ ائْتُوہُ فَصَلُّوا فِیہِ فَإِنَّ صَلَاۃً فِیہِ کَأَلْفِ صَلَاۃٍ فِي غَیْرِہِ)) قُلْتُ أَرَأَیْتَ إِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَتَحَمَّلَ إِلَیْہِ قَالَ: ((فَتُھْدِي لَہُ زَیْتًا یُسْرَجُ فِیہِ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَھُوَ کَمَنْ أَتَاہُ)) (سنن ابن ماجہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم کو بیت المقدس کا مسئلہ بتایئے‘‘، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’وہ تو حشر و نشر کی زمین ہے، وہاں جاؤ اور نماز پڑھو، اس لیے کہ اس میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز کی طرح ہے‘‘ میں نے عرض کیا: اگر وہاں تک جانے کی طاقت نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تو تم تیل بھیج دو جسے وہاں کے چراغوں میں جلایا جائے، جس نے ایسا کیا گویا وہ وہاں گیا۔‘‘

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمت کا اتحاد اور پاکستان کی سلامتی......(2)

(گزشتہ سے پیوستہ)

عرب ممالک نے 1948ء میں اسرائیل کے خلاف خاصی کامیاب جنگ کی اور وہ فتح کے قریب پہنچ چکے تھے کہ نہ جانے کیوں اچانک عربوں نے جنگ بندی کا اعلان کر دیا۔ چوتھی سطح پر مسلمان ممالک جو کم و بیش 13 صدیوں تک دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور رہ چکے تھے، ان میں قومیت اور دین کے احیاء کی بنیاد پر تحریکوں کا آغاز ہوا۔ ایسی ہی ایک تحریک جو برصغیر میں مسلم قومیت کی بنیاد پر برپا کی گئی اُس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت برصغیر کے مسلمانوں کو عطا ہوئی اور پاکستان معجزانہ طور پر معرض وجود میں آ گیا۔ تحریکِ پاکستان کے مقبول ترین نعروں "پاکستان کا مطلب کیا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" اور "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" نے برصغیر کے مسلمانوں میں ایسا ولولہ اور جذبہ پیدا کیا کہ انگریز اور ہندوؤں کی دہری غلامی سے نجات مل گئی اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان قائم ہو گیا۔ مدینہ کی ریاست کے بعد پاکستان وہ واحد ملک ہے جو اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ابتدائی چند سالوں کے دوران مملکتِ خداداد میں دین کو قائم و نافذ کرنے کی طرف کچھ پیش قدمی ہوئی۔ 1949ء میں قراردادِ مقاصد منظور ہو گئی اور 1951ء میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے 31 جید علمائے کرام نے اتمامِ حجت کرتے ہوئے 22 نکات پیش کر دیئے کہ ان کی بنیاد پر پاکستان کو عملی طور پر ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا دیا جائے، ہم سب اس پر متفق ہیں۔ یہ بین المسالک اتحاد کے حوالے سے ایک سنگِ میل سے کم نہ تھا۔

1956ء کے اسلامی آئین پر بھی کام شروع کر دیا گیا تھا لیکن شومئ قسمت کہ اُس کے بعد ملک پٹڑی سے اتر گیا بلکہ صحیح ترین الفاظ میں اُتار دیا گیا۔ سیکولرازم اور مارشل لاء نے دین کے نفاذ کی جانب پیش قدمی کو ریورس گیئر لگا دیا۔ قیامِ پاکستان کے محض 24 برس بعد ملک کا مشرقی بازو کٹ کر علیحدہ ہو گیا۔ لیکن ان تمام دھچکوں کے علی الرغم پاکستان کا معجزانہ طور قائم رہنا اور انتہائی دگرگوں حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کی خاص مدد کا شامل حال رہنا یقیناً اس امر کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے کوئی بڑا کام لینا چاہتا ہے۔ اس وقت عالمی منظر نامہ کچھ اس طرح ہے کہ امریکہ، اسرائیل، بھارت اور اکثر مغربی ممالک اپنے عزائم میں متحد ہیں۔ افسوس تو اس بات پر ہے کہ مسلم ممالک بدترین ناچاقی و نااتفاقی کا شکار ہیں اور مسلک، نسل، زبان اور خطوں کے تاریخی پسِ منظر کی وجہ سے 57 مسلم ممالک میں اتفاق و اتحاد نام کی کوئی شے دکھائی نہیں دیتی۔ ایک طرف تو مسلمان "وہن" کی اُس بیماری میں بُری طرح مبتلا ہیں جس کی تشخیص نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تقریباً 14 صدیاں قبل ہی کر دی تھی۔ دنیا کی محبت اور موت سے نفرت مسلمانوں خصوصاً مسلم ممالک کے بادشاہوں، حکومتی زعماء اور مقتدر حلقوں کی اکثریت میں سرایت کر چکی ہے۔ پھر یہ کہ گزشتہ 30 سال کے دوران طاغوتی قوتیں متحد ہو کر مسلم ممالک کو ایک ایک کر کے تباہ و برباد کرتی رہی ہیں۔ مسلم ممالک کی حالت یہ ہے کہ انہیں عذاب کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے آپس کی خانہ جنگیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ ایک مسلم ملک پر حملہ ہوتا ہے تو باقی سکھ کا سانس لیتے ہیں کہ ہم بچ گئے! جیسے مرغی کے ڈربے سے قصائی جب ایک کو ذبح کرنے کے لیے نکالتا ہے تو باقی اسی پر خوش ہو جاتی ہیں کہ ان کی بچت ہو گئی، اگرچہ ایک ایک کر کے تمام مرغیوں کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مصیبت غزہ والوں پر ہی ہے، ہم تو بچے ہوئے ہیں! عرب ممالک تو اپنی بادشاہتوں کو بچانے کے لیے

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
17 تا 23 صفر المظفر 1447ھ جلد 34
12 تا 18 اگست 2025ء شمارہ 30
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ایک ایک کھرب ڈالر تک کا تاوان ادا کر کے خوش ہیں کہ بچت ہو گئی۔ سادگی مسلم کی دیکھ! معروف حدیث کے مفہوم کے مطابق دورِ فتن وملاحم میں کفار مسلمانوں پر حملے کے لیے ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گے جیسے دسترخوان پر کھانا سجانے کے بعد دعوت دی جاتی ہے۔ نبی مکرم ﷺ کی اس پیش گوئی کو آج سب سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اتحادِ اُمت کے لیے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جابجا رہنمائی اور لائحہ عمل واضح کر کے بیان فرمایا ہے۔ سورۃ آلِ عمران کی آیت 103 میں فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠﴾ ”اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو (مل جل کر) اور تفرقے میں نہ پڑو۔“ سورۃ الشوریٰ کی آیت 13 میں فرمایا: ﴿اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ﴾ ”قائم کرو دین کو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔“ گویا مسلکی اور فرقہ وارانہ اختلافات سے ایک منزل اوپر یعنی قرآن وسنت کی روشنی میں دین، جو کہ آج مغلوب ہے، کو غالب ونافذ کرنے کی جدوجہد کو اپنا ہدف بنایا جائے تو اُمتِ مسلمہ میں اتحاد و اتفاق خود پیدا ہو جائے گا۔ لیکن افسوس کہ آج مسلم ممالک کا طرزِ عمل وحیِ الٰہی کے بالکل برعکس ہے۔

پاکستان کی بات کریں تو کم وبیش 78 سال امریکہ کی غلامی میں بسر کر دیئے۔ فوجی حکومتوں نے ملک کا بیڑا غرق کر دیا اور سیاست دانوں کا یہ حال ہے کہ ان میں سے ہر ایک جی ایچ کیو کے کسی گملے کی پیداوار ہے۔ ملک میں سود کا دھندا عام ہے اور وفاقی شرعی عدالت کے متعدد فیصلوں کے باوجود حکومت اور ریاستی ادارے بینکاری اور مہاجن کے سود کے خاتمے میں سنجیدہ دکھائی نہیں دیتے۔ سیاسی بیانات دے دیئے جاتے ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ جس ملک نے اسلام کا قلعہ بننا تھا، جہاں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کا نفاذ ہونا تھا اور جس نے دنیا کے دیگر مسلم ممالک کے لیے روشنی کا مینارہ بننا تھا، وہ خود شروع دن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ حالتِ جنگ میں ہے۔ مغربی جمہوریت کے طرزِ حکومت کو کسی مقدس صحیفے کی طرح تقریباً من وعن ملک وملت پر سوار کر دیا گیا ہے۔ معاشرتی سطح پر اگرچہ کچھ عرصہ قبل تک حالات نسبتاً بہتر تھے لیکن گزشتہ 20 برس کے دوران مغرب کے سوشل انجینئرنگ ایجنڈا کو نافذ کرنے کے لیے پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا ہے۔

نائن الیون کے بعد سابق صدر جنرل پرویز مشرف کی نام نہاد روشن خیالی کے سلسلے میں کئے گئے اقدامات نے پاکستان کے معاشرتی نظام پر انتہائی منفی اثرات ڈالے۔ پھر یہ کہ اسلام دشمن قوتوں نے بھی مسلم ممالک کے معاشرتی اور خاندانی نظام کو درہم برہم کرنے کے لیے خوب محنت کی ہے۔ آج حالت یہ ہے کہ روایتی وسوشل میڈیا فحاشی وعریانی اور توہینِ رسالت ﷺ ومقدسات کے اڈے بن چکے ہیں۔ پارلیمان نے مغرب اور اس کے اداروں کو خوش کرنے کے لیے ٹرانس جینڈر ایکٹ جیسے کئی غیر شرعی قوانین بنا ڈالے۔

گزشتہ 40 سال کے دوران آئی ایم ایف کے ہتھکنڈوں میں جکڑے جانے اور اشرافیہ کی کرپشن کے باعث ہماری معاشی حالت بھی انتہائی دگرگوں ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ہم دوست، اتحادی اور دشمن میں فرق کرنے کو تیار نہیں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق بین الاقوامی تعلقات قائم کرنا شاید ترجیحات میں شامل ہی نہیں۔ پاکستان کی اشرافیہ کا ایک خودساختہ المیہ یہ بھی ہے کہ امریکہ اور چین کے درمیان سینڈوچ بننے سے کیسے بچا جائے۔ پاکستان سے لوٹا ہوا پیسہ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں جمع ہے۔ انہی ممالک میں جائیدادیں بھی ہیں اور کاروبار بھی۔ اکثریت کے بچے، بچیاں بھی انہی ممالک میں پل بڑھ رہے ہیں اور صدر ٹرمپ کا اچانک پاکستان پر اس قدر مہربان ہو جانا ہمارے لیے خطرے کی گھنٹی ہونی چاہیے۔ کریں تو کیا کریں؟

روس جو ایک عیسائی ملک ہے اس نے امارات اسلامیہ افغانستان کو تسلیم کر کے مسلم ممالک کو ایک زوردار طمانچہ رسید کیا ہے۔ چین کے بھی امارتِ اسلامیہ افغانستان کے ساتھ بہترین تجارتی وسفارتی تعلقات ہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ برادر ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات خراب کرنے میں ماضی اور حال کی حکومتوں اور مقتدر حلقوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اندرونِ ملک جنگل کا قانون ہے۔ چھوٹے مجرم اور زیرِ عتاب سیاست دان لمبی سزائیں کاٹ رہے ہیں جبکہ آج کی پسندیدہ اشرافیہ جو کل تک مطعون تھی، اُسے کلین چٹ دے دی گئی۔ ملک کے نائب وزیر اعظم ووزیر خارجہ اقوامِ متحدہ میں ایک حالیہ تقریر کے دوران مسئلہ فلسطین کے دوریاستی حل کے فارمولا پر زور دیتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ع پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے!

عدالتوں کا یہ حال ہے کہ بین الاقوامی اداروں کو خوش کرنے کے لیے ایسے فیصلے صادر فرمائے جا رہے ہیں جن کا دین سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ دہشت گردی کے عفریت نے ملک کے مخصوص علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ عالمی سطح پر اتحادِ اُمت نام کی کوئی شے دیکھنے کو نہیں ملتی۔ مملکتِ خداداد پاکستان کے حکمرانوں، ریاستی اداروں اور عوام الناس کی بداعمالیوں کے باعث ملکی سلامتی بھی خطرے میں ہے۔ اسی تناظر میں تنظیم اسلامی نے یکم تا 22 اگست 2025ء ”اتحادِ اُمت اور پاکستان کی سالمیت“ کے عنوان سے تین ہفتوں پر محیط ایک مہم کا آغاز کیا ہے جو ملک بھر میں خطابات، تحریروں، پُرامن مظاہروں اور دیگر شرعی ذرائع سے اُمتِ مسلمہ کو بالعموم اور اہلیانِ پاکستان کو بالخصوص اپنا بھولا ہوا سبق یاد کروانے کی ایک سعی ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ امریکہ، اسرائیل اور بھارت پر مبنی ابلیسی اتحادِ ثلاثہ کی نظرِ بد پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور میزائل ٹیکنالوجی پر ہے۔ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ پاکستان چین، روس، افغانستان اور ایران سے واضح اظہارِ لاتعلقی کر دے۔ ایرانی صدر مسعود پزشکیان کا حالیہ دورۂ پاکستان البتہ انتہائی خوش آئند ہے۔ لیکن فیلڈ مارشل صاحب کا چند ہفتوں کے فصل سے دوبارہ امریکہ کا دورہ کرنا ملک وملت کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ شنید یہ بھی ہے کہ امریکہ پی آئی اے سمیت پاکستان کے 24 سرکاری اداروں کو خریدنا چاہتا ہے اور پاکستان میں موجود قیمتی اور نایاب معدنیات وغیرہ کے ذخائر پر بھی اُس کی نظر ہے جو ملک وقوم کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگا۔

ہمیں یہ بھی یاد رہے کہ پاکستان کے بعض علاقے اُس خطے میں شامل ہیں جسے احادیث مبارکہ میں ”خراسان“ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مستقبل کا منظر نامہ ہمیں چیخ چیخ کر یہ باور کروا رہا ہے کہ ملکی اور عالمی سطح پر اگر پاکستان نے کوئی اہم کردار ادا کرنا ہے تو اس کا آغاز اپنے ملک سے کرنا ہوگا۔ اللہ کا دین تو غالب ہو کر ہی رہے گا: ”وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر اور خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو!“ (سورۃ الصف: آیت 9) پاکستان کے ہر خاص وعام کو تو یہ فکر ہونی چاہیے کہ وہ مستقبل کے اس معرکۂ حق وباطل کی تیاری میں کتنا حصہ ڈال رہا ہے۔ ابھی پانی سر سے نہیں گزرا، ابھی وقت باقی ہے۔ لہٰذا اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک ایسی اسلامی فلاحی ریاست بنانے کا سلسلہ شروع کیا جائے جو مستقبل کے عالمی منظر نامے میں حزب اللہ کا کردار ادا کرے۔ اُمت کے اتحاد کا داعی بن کر باطل قوتوں کو پاش پاش کرنے کی تیاری مکمل رکھے۔ اللہ تعالیٰ حکمرانوں، مقتدر حلقوں، دینی وسیاسی جماعتوں اور عوام الناس کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

اتحادِ اُمّت اور پاکستان کی سالمیت

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے یکم اگست 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

تنظیم اسلامی کے زیرِ اہتمام یکم تا 22 اگست 2025ء ایک ملک گیر مہم کا انعقاد کیا جا رہا ہے جس کا عنوان حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں ''اتحادِ اُمّت اور پاکستان کی سالمیت'' رکھا گیا ہے۔ اس وقت ایک طرف اُمتِ مسلمہ کے خلاف پورا عالمِ کفر ''الکفر ملة واحد'' کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے غزہ پر مسلسل بمباری جاری ہے، غزہ کو مکمل طور پر کھنڈر بنا دیا گیا ہے، 60 ہزار سے زائد فلسطینی مسلمان شہید اور لاکھوں بے گھر اور زخمی ہیں، جنہیں خوراک، ادویات، پانی کی شدید قلت کا سامنا ہے، بھوک اور پیاس سے بچے شہید ہو رہے ہیں لیکن اب کفار کی یلغار کا سلسلہ اس سے بھی آگے بڑھ کر شام، لبنان، یمن اور ایران تک پہنچ چکا ہے۔ جبکہ دوسری طرف 57 مسلم ممالک کی حالت اُن مرغیوں جیسی ہے جن میں سے ایک کو پکڑ کر ذبح کیا جاتا ہے تو باقی سمجھتی ہیں کہ اُن کی جان بچ گئی لیکن بالآخر ایک ایک کر کے سب کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ نے مسلمانوں کو ایک اُمت اسی لیے بنایا تھا کہ وہ متحد ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:10)

''یقیناً تمام اہلِ ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

اللہ کے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: ''اُمتِ مسلمہ ایک جسم کی مانند ہے، اگر جسم کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم درد محسوس کرتا ہے۔''

کیا آج ہم اس درد کو محسوس کر رہے ہیں؟ کیا غزہ کے معصوم بچوں کی لاشیں روزانہ کی بنیاد پر اُٹھتے ہوئے دیکھ کر ہمارے دلوں کی کیفیت بدلتی ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ''مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے، پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں۔'' (مشکوٰۃ)

یہ تصور آج ہمارے ذہنوں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ حالانکہ ایک صدی قبل تک جب خلافت کا نظام موجود تھا، اگرچہ آخری دور میں خلافت کمزور ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود بھی ایک مرکزیت موجود تھی، جس کے ہوتے ہوئے فلسطین پر قبضہ کرنا کفار کے لیے ناممکن تھا۔ لہٰذا غیروں کی سازش اور اپنوں کی نادانیوں کی وجہ سے وہ مرکزیت ختم ہوگئی۔ اس کے بعد ہم نیشن سٹیٹس اور فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور جس طرح ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگتا رہا اسی طرح دیگر مسلم ممالک بھی صرف اپنے ملکی مفاد کو اُمت کے اجتماعی مفاد پر ترجیح دینے لگے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج ایک چھوٹا سا ناجائز صہیونی ملک 57 مسلم ممالک کو چیلنج کر رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج ہم تقسیم ہو کر غیروں کے محتاج ہو چکے ہیں۔ خلافت کی بجائے ہم نے اقوام متحدہ پر انحصار کر لیا جو کہ امریکہ کی کنیز ہے۔ غیر مسلموں کا کوئی مسئلہ ہو تو ایک دن میں قرارداد

مرتب: ابو ابراہیم

پاس ہو جاتی ہے اور اس پر عمل درآمد بھی فوری ہو جاتا ہے، جس طرح مشرقی تیمور میں ہوا یا جنوبی سوڈان میں ہوا لیکن کشمیر کا مسئلہ ہو، فلسطین کا مسئلہ ہو تو 78 سال گزر جائیں، تب بھی کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔

آج دنیا میں پونے دو ارب مسلمان اور 57 مسلم ممالک ہر طرح کی دولت اور وسائل سے مالا مال ہیں۔ اس کے باوجود ہماری حیثیت یہ ہوگئی ہے کہ چھوٹا سا صہیونی ملک ایک ایک کر کے مسلم ممالک کو تباہ کر رہا ہے اور 57 مسلم ممالک کچھ نہیں کر پا رہے۔ اب ابراہام اکارڈز کی بات کی جا رہی ہے، جس کا مقصد جنگ کے بغیر ہی مسلم ممالک کو فتح کر کے اسرائیل کے قدموں میں ڈالنا ہے۔ یہ قبلہ اول سمیت فلسطین پر ناجائز صہیونی قبضہ کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے جو کہ بحیثیت مسلمان اس اُمت کو کسی صورت بھی زیب نہیں دیتا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ ساری دنیا بھی اسرائیل کو تسلیم کر لے تب بھی پاکستان کو اسرائیل کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ پاکستان ایک ایسی مملکت ہے جو کسی رنگ، نسل، زبان یا جغرافیائی تاریخ کی بنیاد پر وجود میں نہیں آئی بلکہ یہ وہ مملکت ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی ہے اور اس کا نام مملکتِ خداداد پاکستان ہے۔ دوسری طرف دیکھا جائے تو پاکستان کے اندرونی اور بیرونی حالات بھی انتہائی ناگفتہ بہ ہیں۔ ایک طرف امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا شیطانی اتحادِ ثلاثہ پاکستان کو چاروں جانب سے گھیرنے اور تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور دوسری جانب اندرونی سطح پر سیاسی خلفشار، معاشی عدم استحکام، دہشت گردی اور اختلافات ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں امن وامان کی صورت حال بھی داؤ پر لگ چکی ہے۔ تیراہ اور باجوڑ کے علاقے میں خوف اور دہشت کا ماحول ہے۔ گویا پاکستان کی بقاء اور سلامتی کو اندرونی اور بیرونی دونوں جانب سے سنگین خطرات لاحق ہیں۔ اس حوالے سے ہمیں آواز بلند کرنی چاہیے اور اسی سلسلہ میں ''اتحادِ اُمّت اور پاکستان کی سالمیت'' کے عنوان سے اس مہم کا آغاز کیا گیا ہے۔ مہم کے دوران خطاباتِ جمعہ، عوامی خطابات، سوشل میڈیا پر مواد کی فراہمی، شارٹ کلپس، بیانات، پریس ریلیز، پمفلٹس، ہینڈ بلز وغیرہ کے ذریعے عوام، حکومت، مقتدر حلقوں، علماء، دینی و سیاسی جماعتوں اور ہر طبقہ کے افراد تک پیغام پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔ اس حوالے سے کچھ کتابوں کی تقسیم کا عمل بھی ہوگا۔ اس مہم کے دوران جو بنیادی پیغام پاکستانی قوم اور پوری اُمت کو دینا مقصود ہے، وہ یہ ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠﴾ (آل عمران:103) ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو مل جل کر اور تفرقے میں نہ پڑو۔''

جامع ترمذی کی روایت ہے کہ قرآن کریم ہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت کے مطابق اس رسی کا ایک سرا اللہ کے پاس ہے جبکہ دوسرا قرآن کو تھامنے والے کے پاس ہوتا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ اگر اسے تھامے رہو گے تو کبھی ہلاکت اور گمراہی میں نہ پڑو گے۔

بدقسمتی سے آج ہماری عظیم اکثریت تو قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتی اور جو تلاوت کرتے ہیں، ان کے پاس قرآن کو سمجھنے کا وقت نہیں ہے۔ اگر کچھ سمجھا بھی ہے تو اس پر عمل کرنا اور انفرادی سطح سے آگے بڑھ کر اس کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنا ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تین بڑے بڑے فتوے قرآن میں دیئے ہیں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝﴾ ''اور جو اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں۔''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾ ''اور جو فیصلے نہیں کرتے اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے مطابق وہی تو ظالم ہیں۔''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝﴾ (المائدہ) ''اور جو لوگ نہیں فیصلے کرتے اللہ کے اُتارے ہوئے احکامات و قوانین کے مطابق وہی تو فاسق ہیں۔''

معلوم ہوا کہ جو اللہ کے نازل کیے ہوئے احکامات کو نافذ نہیں کرتے وہی تو کافر، ظالم اور فاسق ہیں۔ آج انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہم اپنا جائزہ لیں، کیا ہم اللہ کے نازل کردہ احکامات پر عمل کر رہے ہیں، انفرادی اور اجتماعی سطح پر ان کے نفاذ کے لیے سنجیدہ ہیں، کیا ہمارے حکمرانوں کی ترجیحات میں قرآن کے احکامات کا نفاذ شامل ہے؟ معروف حدیث کے الفاظ ہیں:

''بے شک اللہ اس قرآن کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اس کو ترک کر دینے کی وجہ سے قوموں کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔'' (رواہ المسلم)

آج دنیا میں ہماری ذلت و رسوائی کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ آج ہمارے حکمرانوں کو امریکہ کا اتنا خوف ہے کہ پانی کی ایک بوتل تک غزہ کے بھوکے پیاسے بچوں تک نہیں پہنچا سکتے اور ٹرمپ کو اربوں کو تحائف دے رہے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب دنیا پر مسلمانوں کا غلبہ تھا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

مسلمانوں کے دوبارہ غلبے اور اتحاد کی بنیاد یہی قرآن بن سکتا ہے اگر مسلمان اس کو تھام لیں۔ قرآن کو تھامیں گے تو اللہ کے نبی ﷺ کا مشن بھی اس اُمت کا مشن بنے گا جس کی بدولت اللہ نے مسلمانوں کو دنیا پر غلبہ عطا کیا۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصف: 9) ''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اُس کو پورے نظامِ زندگی پر۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو قرآن صرف پڑھنے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس کا کل روئے ارض پر نفاذ مقصود ہے۔ اس مشن کو دوبارہ اپنائیں گے تو اُمت میں دوبارہ اتحاد بھی پیدا ہوگا اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دوبارہ غلبہ بھی عطا فرمائے گا۔

﴿اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ﴾ (الشوریٰ: 13) ''کہ قائم کرو دین کو۔ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔''

ہر مسلک کا مسلمان نمازوں میں یہی قرآن پڑھتا ہے، اس قرآن کے ساتھ جڑیں گے، اس کو ترجیح دیں گے تو تفرقے بھی ختم ہوں گے۔ اسی طرح اقامت دین کی جدوجہد جو حضور ﷺ کا مشن ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اس سنت کو اپنائیں گے تو تفرقہ مٹے گا۔ لہٰذا اُمت کو جوڑنے والی چیز قرآن اور صاحب قرآن ﷺ ہیں۔ تنظیم اسلامی کی دعوت یہی ہے، ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے قرآن اور نبی پاک ﷺ کے مشن کو اولین ترجیح دی اور اُمت کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ انہوں نے قرآن اکیڈمیز اور انجمن خدام القرآن کے مراکز اسی لیے قائم کیے۔ دورۂ ترجمہ قرآن اور خلاصۂ مضامین قرآن کے سلسلے شروع کیے اور کسی تفرقہ کے بغیر تمام مسلمانوں تک قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی۔ اسی مشن کے لیے انہوں نے تنظیم اسلامی قائم کی جس کا بنیادی کام قرآن کی طرف رجوع کروانا، قرآن کے حقوق ادا کرنے کی جانب متوجہ کرانا، غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد کے لیے لوگوں کو بیدار کرنا اور ایک جماعت کے تحت منظم کر کے غلبہ دین کی جدوجہد کو آگے بڑھانا ہے۔ یہی کام اگر اُمت کی سطح پر ہوگا تو کیا اُمت متحد نہیں ہوگی؟ اسی جدوجہد کے نتیجہ میں اللہ کی مدد بھی آئے گی۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝﴾ (سورۃ محمد) ''اے اہلِ ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔''

آج عوام سے لے کر حکمرانوں تک ہماری عظیم اکثریت کی ترجیحات میں اللہ کا دین شامل ہی نہیں ہے۔ ایک وقت کا کھانا لیٹ ہو جائے تو کتنی پریشانی ہوتی ہے کیا پنج وقتہ نمازوں کے ضائع ہونے پر کوئی پریشانی ہوتی ہے؟ مسلک پر آنچ آجائے تو پریشانی ہوتی ہے، قرآن کے احکامات پر آنچ آئے تو کوئی پریشانی ہوتی ہے؟ اسی طرح ہمارے حکمرانوں کے ہاں عاشورہ کے موقع پر، رمضان اور ربیع الاوّل میں اور دیگر مواقع پر بڑے بڑے دعوے اور بیانات مل جائیں گے لیکن جب شریعت کے نفاذ کی باری آتی ہے تو دین اُن کی ترجیحات میں نہیں ہوتا۔ ذرا سوچیے! اس ذلت اور رسوائی کے سوا دنیا میں ہمارا مقدر کیا ہوگا؟ تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام اس مہم کے ذریعے ہم اُمت کو یہی بھولا ہوا سبق یاد دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پاکستان کی سالمیت

یہ مملکت ہم نے اللہ کے نام پر حاصل کی۔ محض خطۂ زمین سے محبت کا مسئلہ نہیں ہے۔ خطے دنیا میں بہت سارے ہیں۔ وطن سے فطری محبت ہونا الگ شے ہے لیکن اس وطن سے محبت کی بنیاد محض وطن پرستی نہیں۔ محض وطن پرستی کی تو اقبال نے بھی حوصلہ شکنی کی ہے۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اس ملک سے محبت اس لیے ہے کہ ہم نے اسے اللہ کے نام پر حاصل کیا۔ لاکھوں لوگ ہجرت کر کے، اپنے گھر بار، کاروبار، روزگار چھوڑ کر اس لیے نہیں آئے تھے کہ یہاں آ کر کاروبار کریں گے، سود کے دھندوں، بے حیائی کے طوفان کے لیے یہ سب قربانیاں نہیں دی گئی تھیں، بلکہ ان کے نزدیک اصل مشن شریعت کا نفاذ اور اللہ کے دین کا غلبہ تھا۔ تحریک پاکستان کا مقبول ترین نعرہ تھا: ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ۔'' عالم اسلام میں پاکستانیوں سے محبت ہے تو اس کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے۔ گھانا کے ایک علاقے میں لیبیا کا ایک مسلمان امامت کروا رہا تھا، ایک پاکستانی نمازی وہاں آیا تو امام نے پاکستانی کو آگے کر دیا کہ پاکستانی مسلمان موجود ہے تو کوئی اور امامت نہیں کروائے گا۔ اسی طرح امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا شیطانی اتحاد ثلاثہ پاکستان کو کمزور کرنے کے درپے ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ان کو معلوم ہے کہ یہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا ہے اور یہ اسلام سے محبت کرنے والوں کا ملک ہے۔ اس لیے وہ اس ملک کو تباہ کرنے کے لیے ہر طرح کا انتشار یہاں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ 1967ء میں عرب اسرائیل جنگ کے بعد فتح کا جشن مناتے ہوئے اسرائیلی وزیر اعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ عرب ہمارے لیے خطرہ نہیں ہیں، ہمیں اصل خطرہ پاکستان سے ہے۔ نیتن یاہو نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ مجھے خوشی ہوگی کہ پاکستان ایٹمی صلاحیت سے محروم ہو جائے۔ پاکستان کی سالمیت اور بقاء کو آج بیرونی خطرات بھی لاحق ہیں۔ ایران کے بعد اگلا نشانہ پاکستان بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آج اگر ہم اُمت کی سطح پر متحد نہیں ہوں گے تو پاکستان کی سالمیت بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اسی طرح پاکستان کی سالمیت کو اندرونی خطرات بھی لاحق ہیں۔ ایک طرف سیاسی جبر کا معاملہ ہے، سب کو معلوم ہے

کہ جمہوریت کی بجائے اس وقت ہائبرڈ سسٹم ملک پر مسلط ہے جو کہ ناکام ہو چکا ہے۔ ریاستی جبر کے تحت عوامی رائے کو کچلنے کی کوشش بھی کی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح انسانی جسم کو زندہ رہنے کے لیے ہوا، پانی اور خوراک کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس سے زیادہ ضروری روح کی تازگی کے لیے ایمان کی ہے۔ اسی طرح پاکستان کی سالمیت کے لیے زیادہ اہم اسلام کا نفاذ ہے جو اس کی بقاء کے لیے لازم ہے۔ پاکستان کی روح کیا ہے؟ ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ۔'' لہٰذا پاکستان کی بقاء، سلامتی اور استحکام کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہاں پر شریعت اسلامی کو نافذ کیا جائے۔ البتہ جب تک شریعت کا نفاذ نہیں ہوتا جو اصل ہدف رہے گا تب تک اس ملک کو چلانے کے لیے کوئی نہ کوئی نظام تو چاہیے۔ ہمارے نزدیک مارشل لاء سے بہتر جمہوریت ہے تاکہ عوام آزادانہ رائے کے ذریعے اپنی حکومت بنا سکیں۔ وگرنہ عوام میں اضطراب اور مایوسی بڑھے گی، نفرتیں جنم لیں گی، نظریہ سے دوری پیدا ہوگی اور انتشار جنم لے گا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ﴾ (الفتح:29) ''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت بھاری ہیں۔''

مسلمان کا غصہ کفار کے لیے ہوتا ہے اور محبت اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے محبت کی تو اللہ کے لیے، کسی سے نفرت بھی کی تو اللہ کے لیے، کسی کو کچھ دیا تو اللہ کی خاطر، کسی سے کچھ روک لیا تو اللہ کی خاطر تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔'' (رواہ ابوداؤد)

یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ محبت بھی اللہ کی رضا کے لیے ہو اور دشمنی بھی اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ لیکن اللہ کی رضا اور اللہ کا دین مقصود نہیں ہوگا تو پھر دشمنیاں اور نفرتیں آپس میں پھیلیں گی۔ پھر مسلک اور فرقہ کی لڑائیاں لڑی جائیں گی۔ نسلی اور لسانی بنیادوں پر خانہ جنگیاں ہوں گی، علاقائی بنیادوں پر تعصبات جنم لیں گے۔ ان نفرتوں، خانہ جنگیوں اور تعصبات کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اُمت کو دوبارہ اُس بڑے مشن کے ساتھ جوڑا جائے جو اس کو متحد کر کے دوبارہ ایک اُمت بنا دے اور وہ مشن وہی ہے جو پاکستان کے قیام کا بھی مقصد ہے یعنی غلبۂ دین کی جدوجہد۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

باجوڑ اور تیراہ کا معاملہ

خیبر پختونخوا کے علاقے تیراہ میں مارٹر گولہ گرنے سے ایک بچی کی شہادت ہوگئی۔ واقعہ کے خلاف عوام علاقہ مظاہرے کے لیے نکلے اور ان پر سرعام فائرنگ کر کے کئی لوگوں کو مزید شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد نفرتیں مزید بڑھ چکی ہیں۔ دین دشمن اور ملک دشمن طاقتیں تو یہی چاہتی ہیں کہ ملک میں انتشار پھیلے، عوام اور ریاستی اداروں کے درمیان تصادم کی کیفیت پیدا ہو اور ملک خانہ جنگی کا شکار ہو کر تباہ ہو جائے۔ حکومت اور ریاستی اداروں کو اس کا شعور ہونا چاہیے۔ اس سے پہلے بھی پرائی جنگ میں شامل ہو کر ہم نے اپنے ہی بھائیوں کو مارا، اُن پر ڈرون حملے کروائے، شہید کیا، ان کو ناراض کیا، یہ ناراضگی اور غصہ کہیں نہ کہیں تو نکلے گا۔ بیرونی طاقتیں بھی اس کو استعمال کر سکتی ہیں۔ ہم نے بار بار حکومت اور ریاستی اداروں کو توجہ دلائی کہ پرائی جنگ میں شامل ہو کر ہم نے جو غلط فیصلے کیے ہیں اُن کا ازالہ ہمیں کرنا ہوگا، ناراض لوگوں کو سینے سے لگانا ہوگا اور ان کے جائز مطالبات پورے کرنے ہوں گے تب ہی ملک میں امن اور استحکام قائم ہو سکتا ہے۔ تنظیم اسلامی کی حالیہ مہم کے دوران بھی ہم ریاستی اداروں اور حکومت کو یہی بات سمجھانے کی کوشش کریں گے کہ اسلام دشمن قوتیں جو ظلم غزہ میں کر رہی ہیں، وہی کچھ دشمنوں کا مہرا بن کر یہاں بھی کیا جائے گا تو یہ اپنے ملک کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوگا جس کی تلافی ممکن نہ ہوگی۔ ظلم اور جبر کے ذریعے عوامی رائے کو کچلنے اور خوف اور دہشت کی فضا قائم کرنے سے صرف ملک کا ہی نقصان ہوگا۔ لازم ہے کہ ہم اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں اور اللہ کے ہاں سچی توبہ کریں۔ توبہ ہمیں اجتماعی سطح پر بھی کرنی ہوگی کیونکہ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر لیا تھا لیکن یہاں اسلام کو نافذ نہیں کیا۔ اپنے اس جرم کا بھی اعتراف کرتے ہوئے ہمیں اجتماعی توبہ کرنا ہوگی اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم یہاں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کا نفاذ کریں۔ یہ ملک بنا بھی اسلام کے نام پر اور اس کی بقاء، سلامتی اور اس کا استحکام بھی نفاذِ اسلام پر منحصر ہے۔

سب کو جواب اور حساب دینا ہے

سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ﴾ (آل عمران:185) ''ہر ذی نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔''

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا انکار کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ روزانہ ہمارے سامنے جنازے اُٹھتے ہیں، بڑوں کے، بچوں، جوانوں کے، ہر عمر کے افراد کے اور ہم ان جنازوں میں شریک بھی ہوتے ہیں، مرحومین کے لیے دعائے مغفرت بھی کرتے ہیں لیکن کیا خود ہم مرنے کے لیے تیار ہیں؟ کیا ہمارے معاملات ٹھیک ہیں، کیا ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کر رہے ہیں اور اللہ کے سامنے پیش ہونے کے لیے تیار ہیں؟

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ؀ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ؀﴾ (الرحمٰن) ''جو کوئی بھی اس (زمین) پر ہے فنا ہونے والا ہے۔ اور باقی رہے گا صرف تیرے رب کا چہرہ جو بہت بزرگی اور بہت عظمت والا ہے۔''

جو بندہ جس سطح پر ہے، چاہے امام مسجد ہو، خطیب ہو، ممبر آف پارلیمنٹ ہو، جج ہو، جرنیل ہو، فیلڈ مارشل ہو، صدر مملکت ہو یا وزیر اعظم ہو، باپ ہو، استاد ہو، شوہر ہو، سب نے اس کے مطابق جواب دینا ہے۔

﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ﴾ (الحشر:18) ''اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے!''

سیدنا عمر ؓ کا قول بھی ہے کہ ((حاسبوا من قبل ان تحاسب)) اپنا محاسبہ خود کر لو اس سے پہلے کہ اللہ کے ہاں تم کھڑے ہو اور تمہارا محاسبہ وہاں پر کیا جا رہا ہو۔ اس لیے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت مانگنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی تیاری بھی کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ہم جنازوں میں بھی دعا مانگتے ہیں: ((اللھم من احییته منا فاحیه علی الاسلام و من توفیته منا فتوفه علی الایمان)) ''اے اللہ جس کسی کو تو ہم میں سے زندہ رکھ اسلام پر زندہ رکھ اور جس کسی کو تو ہم میں سے وفات دے تو ایمان کی حالت پر اس کو وفات عطا فرما۔''

جنازے میں بھی جب ہم کسی کے لیے دعا مانگتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے لیے مانگتے ہیں: ((اللّٰھم اغفر لحیینا ومَیِّتِنَا)) اے اللہ! ہمارے زندوں کی مغفرت فرما، مردوں کی بھی مغفرت فرما۔

اسی طرح قبرستان میں داخل ہوتے وقت ہم یہ دعا پڑھتے ہیں: ((السلام علیکم یاھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا و نحن بالاثر)) ''اے قبر والو تم پر سلامتی ہو، اللہ ہماری مغفرت فرمائے اور اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم سے پہلے جا چکے ہم تمہارے پیچھے پیچھے آنے والے ہیں۔''

اسی طرح انتقال کی خبر سنتے ہی ہم کہتے ہیں: ((انا للہ وانا الیہ راجعون)) بے شک ہم بھی اللہ کے ہیں اور ہمیں بھی لوٹ کر اللہ کی طرف جانا ہے۔

معلوم ہوا کہ پہلے ہمیں اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے اور اس کے لیے تیاری بھی کرنی چاہیے۔ تیاری کے لیے ضروری ہے کہ ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو ادا کریں، جن میں دین کے نفاذ کی جدوجہد بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مسلمانوں کے پاس باطل کے خلاف جنگ میں ایمان کے ساتھ طاقت کے حصول کے سوا اور کوئی حل نہیں ہے: رضاء الحق

پاکستان نے غزہ کا معاملہ بین الاقوامی برادری کے حوالے کر دیا ہے: بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد

امریکہ سے تجارتی معاہدے کر کے ہم ایک بار پھر جال میں پھنس چکے ہیں جس کا مقصد غزہ میں ہونے والی نسل کشی پر خاموشی اختیار کرنا ہے: توصیف احمد خان

پاک امریکہ تعلقات کا نیا دور اور خدشات

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد باجوہ

سوال: پاکستان پر حالیہ امریکی مہربانیوں کی آپ کے خیال میں کیا وجہ ہے اور پاکستان کسی ایک ملک کی کالونی یا اس کا بڑا اتحادی بننے کی بجائے دو عالمی طاقتوں کے درمیان ایک مرکزی کردار کی حیثیت کیوں کر حاصل کر رہا ہے؟

بریگیڈیئر جاوید احمد: وقت ایک سا نہیں رہتا۔ امریکہ کے ساتھ مل کر ہم نے دہشت گردی کی جنگ لڑی اور اس میں اپنے 80 ہزار افراد کھو دیے لیکن امریکہ نے پھر بھی پاکستان پر اعتماد نہیں کیا اور ٹرمپ نے اپنے پچھلے دور حکومت میں الزام لگایا کہ پاکستان نے ہمارے 5 بلین ڈالرز لے لیے ہیں۔ اُس وقت ہم امریکہ کو سمجھا نہیں پائے تھے کہ اگر ہم اس کے فرنٹ لائن اتحادی نہ بنتے تو ہمارے 80 ہزار افراد کی جگہ امریکہ کے کئی گنا زیادہ فوجی مارے جانے تھے۔ لیکن اس وقت سے پاکستان امریکہ کے دباؤ میں تھا۔ اب بھارت کی مہربانی سے تھوڑا پانسہ پلٹا ہے۔ بھارت نے پاکستان کو آپریشن ”بنیان مرصوص“ کا موقع دیا اور پاکستان نے دنیا کو دکھایا کہ وہ اتنا کمزور نہیں ہے جتنا اس کے خلاف بھارت پروپیگنڈا کرتا رہا ہے۔ اس کے بعد امریکہ سمیت پوری دنیا کی نظر میں پاکستان کی عزت بڑھی ہے۔ اس سے پہلے وہ بھارت کو ریجنل پاور کے طور پر دیکھ رہے تھے۔ جہاں تک چین کا تعلق ہے تو اس کی لانگ ٹرم پالیسی ہے کہ وہ اپنے اتحادی ممالک کو جکڑنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ان کی مدد کر کے اپنے زیر اثر لاتا ہے۔ اس برعکس امریکہ بلاک کی صورت میں ممالک کو اپنے ساتھ باندھنا چاہتا ہے۔

سوال: حال ہی میں پاکستان اور امریکہ کے مابین جو تجارتی معاہدہ ہوا ہے اس کے بعد امریکہ نے پاکستان کے ٹیرف میں بھی 10 پرسنٹ کمی کر دی ہے بلکہ ٹرمپ نے یہاں تک کہہ دیا کہ ممکن ہے آئندہ پاکستان بھارت کو تیل سپلائی کرے۔ کیا پاکستان کے پاس تیل اور گیس کے اتنے ذخائر ہیں کہ وہ بھارت کو دے گا؟

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں گزشتہ دو دہائیوں میں بھارت نے کچھ ترقی بھی کی لیکن اس سے زیادہ اس کے غبارے میں ہوا بھر دی گئی تھی اور ہوا بھرنے والا عالمی قوت کے طور پر امریکہ تھا۔ وہ بھارت سے اس کی حیثیت سے بڑھ کر توقع کر رہا تھا۔ حالانکہ بھارت ابھی اس مقام تک نہیں پہنچا تھا، یہاں تک کہ G20 وغیرہ اجلاسوں میں جب امریکی صدر بھارتی دورے پر ہوتا تھا تو بھارت کو اپنی غربت کو چھپانا پڑتا تھا۔ امریکہ نے بھارت کو کواڈ میں شامل کیا، پھر آکس میں شامل کیا۔ وہ انڈو پیسیفک ریجن میں بھارت کو اپنا پراکسی بنا کر بنیادی طور پر چین اور کسی حد تک روس کے مقاطعہ کی پالیسی میں

مرتب: محمد رفیق چودھری

استعمال کرنا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے افغانستان میں بھی بھارت کو ایک کردار دیا اور بھارت نے وہاں 18 قونصل خانے تو کھولے جو پاکستان کے خلاف دہشت گردی کی تربیت دیتے رہے لیکن امریکی خواہش کے مطابق افغانستان میں زمینی حملے میں حصہ نہیں لیا، بہرحال امریکہ کی ہزیمت ناک ناکامی ہوئی۔ حالیہ پاک بھارت معرکہ میں بھارت کی کمزوریاں مزید کھل کر سامنے آگئیں۔ اس کے بعد سے پاکستان پر امریکہ مہربان ہے اور جو ٹیرف میں کمی کی ہے اس کا فائدہ پاکستان کو اُس وقت پہنچے گا جب ہم اپنی اکانومی کو ان لائنز کے اوپر استوار کر پائیں گے جن لائنز پر اکانومی ترقی کرتی ہے۔ اس کے لیے ایک تو آپ کو صنعت کاروں کو سہولیات دینی پڑیں گی، انڈسٹری کے لیے بجلی، گیس اور تیل کی قیمتوں میں کمی کرنی پڑے گی۔ آپ کے پاس خام مال بھی موجود ہونا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ مافیاز کے ہاتھوں انڈسٹری کو بھی یرغمال بنا لیا جائے۔ اپنی ایکسپورٹس بڑھانی ہوں گی اور نئی منڈیاں تلاش کرنی ہوں گی۔ جس طرح بنگلہ دیش اپنی ایکسپورٹس کو بڑھا رہا ہے۔ پھر یہ کہ پاکستان میں تیل اور گیس کے ذخائر تو موجود ہیں، بلوچستان معدنیات سے بھرا پڑا ہے۔ چند سال پہلے ہماری وزارت دفاع نے تخمینہ لگایا تھا کہ 6 کھرب ڈالر کی معدنیات بلوچستان میں موجود ہیں۔ غیر سرکاری تخمینہ تقریباً 50 ٹریلین ڈالرز سے زیادہ ہے۔ تاہم ان معدنیات کو نکالنے کے لیے مطلوبہ ٹیکنالوجی بھی درکار ہوتی ہے جو کہ اس وقت چین کے پاس ہے۔ ہماری معدنیات کا بہت بڑا حصہ اس وقت بلیک مارکیٹ میں بھی فروخت ہو رہا ہے۔ ان چیزوں کو کنٹرول کر کے اگر ملکی مفاد میں مخلصانہ فیصلے کیے جائیں تو پاکستانی اکانومی ترقی کر سکتی ہے لیکن امریکہ کی مہربانی درحقیقت پاکستان کے لیے ایک بڑا لمحہ فکریہ ہونا چاہیے کہ آخر یکدم کیوں اتنا مہربان ہو گیا۔

سوال: کچھ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ امریکی سائنسدان مخصوص ٹیکنالوجی کی بدولت اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ پاکستان کے پاس اتنے معدنی ذخائر ہیں کہ بہت جلد وہ دنیا کا چوتھا بڑا تیل پیدا کرنے والا ملک بن جائے گا۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

توصیف احمد خان: میں بالکل نہیں کرتا۔ اس وقت تک پاکستان اپنی ضروریات کا صرف 11 فیصد تیل پیدا کر رہا ہے باقی سارا درآمد کیا جاتا ہے۔ ٹوٹل کھپت 4 لاکھ بیرل تیل کی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ 9 ارب بیرل تیل دریافت ہونے کی توقع ہے۔ عمران خان کے دور میں بھی ایسی بشارتیں سنائی گئی تھیں لیکن یہ توقعات اس وقت تک یقین میں نہیں بدل سکتیں جب تک تیل دریافت نہ ہو جائے۔ سندھ میں 337 کنویں کھودے گئے۔ ایک جگہ پر بڑا ذخیرہ دریافت ہوا ہے۔ بلوچستان میں نایاب زمین ہے مگر ہمارے پاس انفراسٹرکچر نہیں ہے۔ ریئر ارتھ منرلز

کے حوالے سے چوتھے نمبر پر بھارت ہے مگر اس کے پاس بھی انفراسٹرکچر نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اس پر 50 فیصد ٹیرف لگایا گیا ہے۔ چین ریئر ارتھ منرلز کا حامل واحد ملک ہے جس پر امریکہ کوئی ٹیرف نہیں لگا سکتا کیونکہ چین کے پاس اپنا انفراسٹرکچر ہے۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ چار روزہ پاک بھارت جنگ کے بعد امریکہ کو سمجھ میں آ گیا کہ بھارت سپر پاور نہیں ہے، یہ چین کا راستہ نہیں روک سکتا۔ اس لیے اب امریکہ کی پاکستان سے محبت جاگی ہے۔ مگر ایک بات سمجھ لیجئے کہ امریکہ نے جس کو بھی استعمال کیا اس کو تنہا چھوڑ دیا۔ ویت نام، افغانستان، عراق، جہاں بھی گیا اتحادیوں کو دھوکہ دیا۔ پاکستان کو بھی استعمال کیا پھر چھوڑ دیا، پھر استعمال کیا، پھر چھوڑ دیا، اب پھر استعمال کر رہا ہے۔ اس کے برعکس بھارت چالاک ہے وہ چین سے بھی تجارت کر رہا ہے، روس سے بھی کر رہا ہے، اور امریکہ سے بھی مفادات حاصل کر رہا ہے۔

رضاء الحق: امریکہ کا ساتھ جس نے بھی دیا اس نے نقصان اُٹھایا۔ صرف اسرائیل ایک ایسا ملک ہے جس کے ساتھ امریکہ مخلص ہے اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے امریکہ اسرائیل کا ایک صوبہ ہو۔

سوال: نریندر مودی اور انڈیا کی منافقت اپنی جگہ ہے لیکن بہت عرصہ سے یہ سمجھا جا رہا تھا کہ انڈیا امریکہ کا پکا اتحادی ہے، مودی کو مرد معیشت قرار دیا جا رہا تھا اور مودی شائننگ انڈیا کی بات کرتے تھکتا نہ تھا لیکن اب جو حالات سامنے آ رہے ہیں اس سے یہ لگتا ہے کہ بھارت امریکہ کے زیر اعتاب آ چکا ہے، ٹرمپ نے بھارت کا ٹیرف 50 فیصد کر دیا ہے۔ آپ کے خیال میں امریکہ اور بھارت کے درمیان گٹھ جوڑ میں دراڑ کیسے آئی؟

بریگیڈیئر جاوید احمد: اصل میں تو امریکن اتحادی پہلے دن سے ہم ہیں جو شروع سے سیٹو اور سینٹو کے ممبر ہیں اور امریکہ کے ابتدائی وعدے بھی ہمارے ساتھ تھے، یہاں تک کہ پاکستان اور امریکہ کی افواج کی مشترکہ مشقیں ہوتی تھیں تو اس وقت انڈیا سابق سوویت یونین کے ساتھ تھا۔ لیکن پچھلے 20 سال سے امریکہ ہمیں نظر انداز کرکے بھارت کو نوازتا رہا ہے۔

سوال: ہم شروع سے امریکہ کے اتحادی تھے جبکہ بھارت روس کا اتحادی تھا لیکن اس کے باوجود 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں امریکہ نے پاکستان کا اسلحہ روک دیا؟

توصیف احمد خان: 1965ء تک بھارت امریکہ سے اسلحہ نہیں لے رہا تھا اور نہ ہی امریکہ نے پاکستان کا اسلحہ روکا تھا۔ اس وقت پاک بھارت معاہدوں میں روس کا کردار زیادہ تھا۔ دراصل ٹرمپ کے امریکی صدر بننے کے بعد سے امریکن پالیسی میں ایک تبدیلی آئی ہے اور وہ تبدیلی دوسری ریاستوں میں بھی دیکھی جا سکتی ہے کہ ہر یورپی ملک انٹرنیشنل الائنس کی بجائے نیشنل ازم کو ترجیح دے رہا ہے۔ اس کی ابتدا ٹرمپ کی امریکہ فرسٹ کی پالیسی سے ہی ہوا ہے۔ اس وجہ سے اب انٹرنیشنل الائنس بکھرنا شروع ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ نیٹو جیسے اتحاد میں شامل ممالک نے بھی اب فلسطین کے مسئلے پر اپنی اپنی پالیسی کا اعلان کرنا شروع کر دیا ہے۔ بھارت نے بھی امریکہ کے ساتھ عسکری اور اقتصادی اتحاد بنا رکھا تھا اور اسی گھمنڈ میں اُس نے پاکستان پر وار کرکے اپنی برتری ثابت کرنے کی کوشش کی لیکن معاملہ اُلٹا پڑ گیا۔ انڈیا اُتنا ہی نیچے چلا گیا اور پاکستان اُتنا ہی اوپر آ گیا۔ دنیا چڑھتے سورج کی پوجا کرتی ہے اسی وجہ سے امریکن پالیسی میں تبدیلی آئی ہے۔

> **امریکہ نے پاکستان کو ہمیشہ دھوکہ دیا، اب پاکستان کے پاس چین جیسا اتحادی ہے جس کی بدولت پاکستان نے حالیہ جنگ جیتی ہے۔ لہٰذا پاکستان کو امریکہ کی خاطر ایسے اتحادی کو نہیں کھونا چاہیے۔**

رضاء الحق: اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:
﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ (آل عمران) ''اب انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔''

حالیہ پاک بھارت جنگ کے بعد شائننگ انڈیا کا تصور تو بالکل خاک میں مل چکا ہے۔ اب چین کا راستہ روکنے کے لیے امریکہ کے پاس کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ پاکستان سے تعلقات بہتر کرے۔ لیکن پاکستان کو سمجھنا چاہیے کہ امریکہ قابل بھروسا نہیں ہے۔ کارگل کی جنگ میں اگر امریکہ بھارت کو سیٹلائٹ کے ذریعے معلومات فراہم نہ کرتا تو بھارت جنگ ہار چکا ہوتا، اسی طرح 1965ء کی جنگ میں بھی امریکہ نے پاکستان کا ساتھ نہیں دیا۔ 1971ء میں تو پاکستان کو امریکی بیڑے کا انتظار ہی رہا۔ اب پاکستان کے پاس اللہ کی مدد سے چین جیسا اتحادی ہے جس کی بدولت پاکستان نے حالیہ جنگ جیتی ہے۔ لہٰذا پاکستان کو ایسے اتحادی کو امریکہ کی خاطر نہیں کھونا چاہیے۔

سوال: پاک چین دوستی آج کل واقعتاً ہمالیہ سے اونچی اور شہد سے میٹھی لگ رہی ہے۔ آپ بتائیے کہ حالیہ پاک امریکہ تجارتی معاہدہ کی وجہ سے پاک چین تعلقات پر کوئی منفی اثر تو نہیں پڑے گا؟

رضاء الحق: کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ چینی اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ گلوبل سطح کے معاملات ہیں۔ پچھلے کچھ عرصہ سے پاک چین تعلقات سرد تھے لیکن اس کے باوجود اس نے حالیہ پاک بھارت معرکہ میں پاکستان کی مدد کی اور اس کا چین کو بہت فائدہ بھی ہوا۔ چین تو چاہتا ہی یہی ہے کہ اس خطے میں خوشگوار معاشی اور عسکری تعلقات قائم ہوں۔ اس میں انڈیا، پاکستان، افغانستان، وسط ایشیائی ریاستیں اور خود چین شامل ہو۔

سوال: کیا چین یہ چاہتا ہے کہ اس کے اتحادی اس کے مرہون منت رہیں کسی اور کے پاس نہ جائیں؟

رضاء الحق: یہ پالیسی امریکہ کی ہوتی ہے لیکن چین ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ وہ خطے میں امن اور ترقی چاہتا ہے۔ اس نے 500 سال میں خود کوئی جنگ شروع نہیں کی لیکن اس کے باوجود وہ آگے بڑھ رہا ہے۔ اب مودی کا چین کا دورہ کرنے کا اعلان یہ ثابت کرتا ہے کہ چین کی پالیسی امن کی پالیسی ہے۔ اگرچہ احادیث میں اس خطہ میں جنگوں کا ذکر ہے لیکن وہ شاید بعد میں ہوں۔ فی الحال ایسا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

سوال: امریکہ نے پاکستان پر مہربان ہوتے ہوئے 10 فیصد ٹیرف کم کر دیا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس مہربانی سے پاکستان کی ایکسپورٹس میں کتنا اضافہ ممکن ہے، کیا پاکستان کی اکانومی اور مارکیٹ اس سے کوئی فائدہ حاصل کر پائے گی؟

توصیف احمد خان: ایک تو میں اس کو مہربانی نہیں مانتا کیونکہ وہ ایک معاشی جن کے طور پر اُبھر رہے ہیں جبکہ سپر پاور کے طور پر ڈاؤن ہو رہے ہیں۔ تاہم اگر ہم کوشش کریں اقتصادی میدان میں بھارت کے مقابلے میں آ سکتے ہیں۔ خاص طور پر الیکٹرانکس، ٹیکسٹائلز اور فارماسیوٹیکلز کے شعبوں میں زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس صورت میں ہم فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ چین بھی یہی چاہے گا کہ ہم امریکہ کو انگیج کریں، چین خود بھی امریکہ کے ساتھ تجارت کر رہا ہے۔ امریکہ اور چین کی فطرت میں بہت فرق ہے۔ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور اسرائیل کالونیل ازم کی پیداوار ہیں جو ناجائز قبضہ کے بعد قائم ہوئے اور ان کی فطرت میں جنگ ہے جبکہ چین نے خود پچھلے 500 سال سے کوئی جنگ شروع نہیں کی۔ چین اور روس نے اب ایک معاشی

پالیسی بنائی ہے جس میں یہ شامل ہے کہ وہ کسی ملک پر جبر نہیں کریں گے بلکہ باہمی اقتصادی ترقی کے لیے ذریعے آگے بڑھیں گے اور اپنے اتحادیوں سے کہیں گے کہ اپنی سکیورٹی کے مسائل ہمارے کیمپ میں آ کر حل کرلیں۔ اس کے برعکس امریکی بلاک میں اپنی سکیورٹی کے لیے دوسروں کی سکیورٹی کو خطرے میں ڈالنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

رضاء الحق: نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں سب سے پہلے چار بنیادی کام کیے تھے۔ جن میں ایک مسجد نبوی کی تعمیر تھی، مواخات کا نظام تھا، یہود کے مقابل اپنی آزاد مارکیٹ قائم کی۔ چوتھا کام میثاق مدینہ تھا جس کے تحت ایک جوائنٹ ڈیفنس پیکٹ قائم کیا گیا تھا، اس میں مدینہ کے گرد ونواح کے مشرک قبائل کے علاوہ یہودی قبائل بھی شامل تھے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی قبیلہ جنگ میں آپ کا ساتھ نہیں دیتا تو وہ بے نقاب ہو جائے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو اس وقت دنیا میں کچھ معاملات چل رہے ہیں۔ دوسری چیز حدیث میں یہ ہے کہ جنگ کی خواہش نہ کرو لیکن اگر کوئی جنگ مسلط کرے تو پھر پیٹھ نہ دکھاؤ۔

سوال: ایران اسرائیل جنگ کے بعد ایرانی صدر کا حالیہ دورہ پاکستان کتنی اہمیت کا حامل ہے؟ نیز دونوں ممالک کے درمیان جو تجارتی معاہدے ہوئے ہیں ان میں امریکی پابندیاں تو حائل نہیں ہوں گی؟

بریگیڈیئر جاوید احمد: پاکستان کو کافی عرصہ تک یہ شکایت تھی کہ ایران کی کشمیر کے حوالے سے پالیسی واضح نہیں ہے۔ لیکن حالیہ کچھ واقعات نے پاکستان اور ایران کو قریب کر دیا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دونوں ممالک کو سفارتی اور تجارتی تعلقات بڑھانے چاہئیں۔ فیلڈ مارشل کے حالیہ دورہ امریکہ اور ٹرمپ سے ملاقات کے بعد امریکی حکومت کی جانب سے بڑے معنی خیز بیانات سامنے آرہے ہیں۔ ایک یہ کہ امریکن لیڈرشپ کی نسبت پاکستانی لیڈرشپ ایران کی صورتحال کو بہتر سمجھتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ پاکستان سے کچھ سیکھنا چاہتا ہے یا وہ ایران کے بارے میں پاکستان سے کچھ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے، شاید یہ ثالثی کا کردار بھی ہو سکتا ہے۔ امریکہ کی طرف سے یہ بھی کہا گیا کہ پاکستان کو ایران اسرائیل تنازعہ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں پاک ایران تجارتی معاہدات پر امریکن پابندیوں کا فی الحال کوئی اثر نہیں ہوگا۔ شاید امریکی انتظامیہ دونوں ممالک کے ساتھ کچھ نرمی برت رہی ہے۔ اس سے دونوں ممالک کو فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

سوال: موجودہ عالمی حالات، بالخصوص غزہ کی صورتحال کے تناظر میں پاکستان کے امریکہ کے ساتھ تجارتی معاہدے اور متوقع سرمایہ کاری کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

رضاء الحق: بدقسمتی سے اس وقت دنیا میں اخلاقیات یا اصولوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ طاقت ہی سب کچھ ہے اور جنگل کا قانون ہے۔ اس وقت کوئی ایسا بین الاقوامی ادارہ نہیں ہے جس نے اسرائیلی مظالم کے خلاف رپورٹ شائع نہیں کی۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل سے لے کر ہیومن رائٹس واچ، ڈاکٹرز ود آؤٹ بارڈرز، انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس،

> نیویارک میں یہودیوں نے بھی اسرائیلی مظالم کے خلاف مظاہرہ کیا ہے، آسٹریلیا میں 30 لاکھ لوگ نکلے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف ہم اسرائیل کے پشت پناہ امریکہ سے معاہدے کرکے خوش ہو رہے ہیں۔

انٹرنیشنل کریمینل کورٹ تک سب نے اسرائیلی مظالم کی نشاندہی کی مگر اسرائیل مظالم سے باز نہیں آیا اور نہ آئے گا۔ ہم اس وقت اہل غزہ کی براہ راست کوئی مدد نہیں کر سکتے کیونکہ وہ چاروں طرف سے محصور ہے۔ ہم ان کے لیے دعا کر سکتے ہیں، یا امداد بھیج سکتے ہیں وہ بھی اسرائیل جانے دے گا تو ان تک پہنچے گی۔ لہٰذا مسلمانوں کے پاس متحد ہو کر طاقت کے حصول کے سوا کوئی حل نہیں۔ اسرائیل نواز کمپنیوں کا عوامی سطح اور سرکاری سطح پر مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

سوال: اسرائیل اب بھوک اور پیاس کے ذریعے غزہ کے لوگوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ جبکہ ہم امریکہ کے ساتھ معاہدے کر رہے ہیں جو کہ اسرائیل کا سب سے بڑا پشت پناہ ہے۔ کیا امریکہ ہمیں اس طرح خوش کر کے تو خاموش نہیں کرنا چاہتا؟

بریگیڈیئر جاوید احمد: پاکستان کی غزہ کے حوالے سے پالیسی ان پونے دو سالوں میں کھل کر سامنے آچکی ہے کہ پاکستان نے غزہ کے معاملے کو بین الاقوامی برادری کے حوالے کر دیا ہے۔ غزہ کے حوالے سے پاکستان کا اب تک کا سب سے بڑا کردار یہ ہے کہ اس نے اقوام متحدہ میں آواز اُٹھائی اور بین الاقوامی برادری کو متوجہ کیا ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر پاکستان امریکہ کو چیلنج کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ ان حالات میں اگر ہم قرآن مجید سے رہنمائی لیں تو قرآن کہتا ہے:

’’کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے، کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔‘‘ (التوبہ:13)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کے راستے میں نہ لڑو اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر (نہ لڑو جو) یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس شہر سے نکال دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنادے اور ہمارے لیے اپنی بارگاہ سے کوئی مددگار بنادے۔‘‘ (النساء:75)

کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں لیکن قرآن مجید کی اس ہدایت سے بالکل استفادہ نہیں کرنا چاہتے؟ لہٰذا کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نافرمانی کی وجہ سے ہم پر کوئی آفت نازل ہو جائے۔ اس پہلو پر بھی ہمیں غور کرنا چاہیے۔

سوال: موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں آپ پاک امریکہ تجارتی معاہدہ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

توصیف احمد خان: ہم اس پر خوشی کا اظہار نہ کریں کیونکہ بات کچھ اور بھی ہے۔ بات یہ ہے کہ پاکستان، ترکی اور ایران ایسے ممالک ہیں کہ اگر اسرائیل کو حقیقی دھمکی دے دیں تو اسرائیل جنگ روک دے گا۔ لہٰذا ان ممالک کو اس طرح خوش کر کے خاموش کرایا جا رہا ہے۔ ترکی، سعودی عرب اور کویت کو ایف 35 دینے کی بات کی جا رہی ہے جبکہ 1960ء کے معاہدے کے مطابق اسرائیل کو اس سے اعلیٰ اسلحہ دیا جائے گا۔ لہٰذا اگر اسرائیل کو ایف 47 دیا جائے گا تو اس کے سامنے ایف 35 کی کیا حیثیت رہ جائے گی۔ آج پوری دنیا میں اسرائیل کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں۔ نیویارک میں یہودیوں نے بھی نسل کشی کے خلاف مظاہرہ کیا ہے، آسٹریلیا میں 30 لاکھ لوگ نکلے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف ہم امریکہ سے معاہدے کرکے خوش ہو رہے ہیں۔ یہ جان لیجئے کہ ہم ایک بار پھر جال میں پھنس چکے ہیں۔ اس کے برعکس اگر یہ تین ممالک دھمکی دے دیں تو غزہ کے مسلمانوں کا قتل عام رک سکتا ہے۔

رضاء الحق: ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ ہمیں پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہے۔ آج کے دور میں خلافت راشدہ کے نمونے پر ایک ماڈل اسلامی ریاست قائم ہوگی تو دشمن کو دندان شکن جواب دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ! ❁❁❁

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

دلِ غمیں، لبِ دعا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اکیسویں صدی کے آغاز سے بالخصوص یونی پولر ورلڈ، (یک قطبی دنیا)، نیو ورلڈ آرڈر جسے 'جیو' (یہودی) ورلڈ آرڈر بھی کہا گیا، سے گزر کر ہم 'Genocidal' نسل کشی آرڈر، ڈس آرڈر، فتوری، فجوری، انتشاری، فسادی دنیا میں آن اُترے ہیں۔ امریکہ، اسرائیل کے لیے الگ ایک نئی لغت کی شدید ضرورت ہے جو مجسم ابلیسیت، دجالیت، غنڈہ گردی کے اظہاریے لا سکے۔ اعلیٰ ترین مناصب پر فائز 'شخصیات' (بے توقیر کردار) کی زبانوں سے مغلظات اُبلتی ہیں۔ ان کی تہذیب کی معراج ہے وہ متعفن گالی جو زبانِ زدِ عام رہتی ہے۔ دنیا واقعی اس دور میں آ چکی جس سے سبھی انبیاء نے اپنی اُمتوں کو خبردار کیا تھا، دجالی دور۔ نبی اکرم ﷺ نے 15 گھنٹے طویل خطبہ جس پر دیا تھا۔ اس وقت فلسطین کے دو پہلو نمایاں ہیں۔ پوری دنیا کی آنکھوں کے سامنے دن رات ایک پوری قوم کے بچوں، بوڑھوں سبھی انسانوں کو قصداً نہ صرف کریہہ مجرمانہ فاقہ کشی سے موت کی طرف سسکا سسکا کر دھکیلا جا رہا ہے بلکہ اس پر ان کی سیاسی مذہبی قیادت مثلاً معروف اسرائیلی عالم (ربی) رونین شالوف مکمل جواز فراہم کرتا، مؤید ہے! بار بار کہتا ہے: 'تمام اہل غزہ اور اُن کا ہر بچہ فاقوں سے مر جانا چاہیے۔ شرمناک ہے، ذلت، ذلالت ہے کہ ہمارے ملک (اسرائیل) میں لوگ غزہ کے بھوکے بچوں کی بات کرتے ہیں'۔ یرغمالیوں کی بھوک کا رونا روتا ہے۔ حالانکہ یرغمالی نے اپنے پیغام میں کہا جو ہم کھاتے پیتے ہیں، وہ بھی یہی کھاتے پیتے ہیں۔ (القسام والے) شالوف کہتا ہے، ہم ان کا تخم بھی نہ چھوڑیں گے۔ میرے پاس ان کے لیے قطرہ برابر بھی ہمدردی نہیں کیونکہ انھیں ان سے ہمدردی نہ تھی (7 اکتوبر کو) جو صرف اچھا وقت گزارنے گئے تھے!' یعنی یہ یہودی عالم، فقیان نیم برہنہ ناچتے گاتے یہودی لڑکے لڑکیوں کو جو تورات زبور، کے احکامِ حیا کو توڑتے، اختلاط بھرے مجمعے میں نشانہ بنے، اُن کی معصومیت، کا دفاع کر کے غزہ کے ننھے بچوں سمیت تمام اہل غزہ کو مار ڈالنا چاہتا ہے؟ یہ مذہبی قیادت ہے۔

دوسری طرف سابق اسرائیلی فوجی نے 'بی بی سی' پر اقرار کیا کہ وہ (امدادی مراکز میں بھی) کمانڈروں کے براہِ راست حکم پر فلسطینیوں کو اندھا دھند مار رہے ہیں۔ 'مار ڈالو، سب کچھ تباہ کر دو، کا حکم دیا جاتا ہے۔' تو پھر تمام بین الاقوامی حقوقِ انسانی کے ادارے، کنونشنز، ان پر اٹھتے بے پناہ اخراجات ICJ، ICC، نام نہاد انصاف کی عدالتیں بھی توڑ دی جائیں۔ جمہوریت اور متعلقہ اصطلاحات کا فراڈ بھی ختم کریں۔ لوگ ان سے امید کیوں لگائیں! پہلے بھی ہم دیکھ چکے گوانتاموں، ابوغریب، باگرام، مسلم ممالک کے عقوبت خانے مثلاً مصر و شام و دیگر۔ قیامت کے مظالم، اغوا کاریاں، ماورائے عدالت قتل۔ مہنگائی کا رونا دنیا بھر میں ہے مگر مسلمان کا خون سب سے سستا، ارزاں ہے۔ غزہ میں روٹی مہنگی ہے، مسلمان کو ماری جانے والی گولیاں، بم، ڈرون ہمہ نوع اسلحہ سستا ہے۔ اربوں ڈالر اس پر لٹانے آسان ہیں۔ تمام مغربی چمکتے دمکتے ممالک کے سوٹ بوٹ، ٹائیوں، فرنچ پرفیوم والے شاندار گاڑیوں، جیٹ جہازوں میں اڑانیں بھرتے ہیں۔ غزہ میں خیراتی باورچی خانوں پر بھوک سے جھلسے، (کل تک جو سرخ و سفید صحت مند فلسطینی تھے)، صرف آنکھوں اور دانتوں پر مشتمل چہرہ سوکھا ہوا، اپنے کمزور ہاتھوں میں خالی دیگچے اٹھائے خوراک کی تلاش میں دربدر ہوتے، کسی جنگل ویرانے میں نہیں اسی دنیا کے وسط میں بھوک سے دم توڑ رہے ہیں۔

ڈاکٹر منیر البرش نے نام نہاد آزاد دنیا، مسلمانوں اور عربوں سے کہا: ''(نئے ایوارڈ) جاری کرو۔ گلوبل سناٹا ایوارڈ، نسل کشی پر غیر جانبداری کا ایوارڈ، بچوں کی لاشوں سے نگاہ بچانے کا ایوارڈ۔ وفود بھیجنے بند کرو۔ ہمیں تمہاری کانفرنسوں کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی تمھارے ہنگامی اعلیٰ سطحی اجلاسوں کی۔ صرف کسی زندہ ضمیر کو بھیج دو۔ ہم تمھارے مذمتی بیانات سے زیادہ تیز رفتاری سے آسمانوں، جنتوں کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمیں چھوڑ دو۔ ہم صرف ہوا پر جی لیں گے۔'' ڈاکٹر منیر نے ڈاکٹر آلاء کو اپنے سات جلے ہوئے بچوں کی لاشوں پر صبر کرتے دیکھا تھا۔ ڈاکٹر! عزیمتوں کی بلندیوں پر ایستادہ قوم کے بہادر شخص! تمہاری قوم سے ٹوٹ کر محبت کرنے والی ایک بے آواز امت موجود ہے۔ مگر نذرانے میں پیش کرنے کو سجدوں، آہوں، کراہوں، دعاؤں، حلق میں پھنستے لقموں، بے معنی مگر درد سے پر الفاظ کے سوا اُن کی متاع کچھ بھی نہیں۔ کریم نبی ﷺ کی سنت پر غزوۂ احزاب میں پیٹ پر دو پتھر، خاک آلود تھکا ماندہ خندق کھودتا وہ مبارک سراپا، شعب ابی طالب کی گھاٹی میں بھوک سے روتے بے قرار بچے۔ ہماری رئیسہ ماں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کی پھولوں جیسی بچیوں کی بھوک کی راہوں کی راہی اے قومِ فلسطین! فرشتے تمہارے پاس بھی شاید کبھی آن اُتریں سفر طائف کی شدت، نفسیاتی اذیت کی انتہا، دعائے طائف کے حرف حرف سے ٹپکتی، تمہارے لب و لہجے میں بھی ہے اور برحق ہے۔ مگر عزیمتوں کے مسافرو! تمھارے نبی نے امید کا دامن نہ چھوڑا تھا۔ فرشتوں کو اس بستی کو کچل کر (پہاڑوں کے درمیان) رکھ دینے کا اذن نہ دیا تھا۔ ہم امتیوں سے مایوس نہ ہو۔ سارے بت ٹوٹیں گے۔ آج کے بنوثقیف بھی شرمسار سر جھکائے شکست خوردہ لوٹیں گے۔ اس کی کوکھ سے بھی محمد بن قاسمؒ اٹھیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی امید بر آئی تھی۔ اور نبوت کے سو سال کے اندر اندر تین براعظموں پر اسلام کی بہاریں اور سراجِ منیر کی عظمتوں کی ضو پھیلی تھی جو 13 صدیوں چلی تھی سقوطِ خلافتِ عثمانیہ تک۔ آج دنیا میں نئی بہار تمھارے صبر و ثبات اور بیش قیمت خون سے آئے گی۔ 3 لاکھ آسٹریلیا میں اہم شخصیات کے ہمراہ فلسطین کی آزادی کے لیے دیوانہ وار اُٹھے ہیں۔ پیرس کی سڑکیں مزاحمت کے بینر لیے، فلسطینی جھنڈے لیے نعرہ زن ہیں لبالب بھری۔ ناروے میں بدترین بارش میں تمھاری محبت میں بھیگتے احتجاجی، ڈنمارک، اسرائیلی سفارت خانے کے باہر ان کے خلاف چیخنے والے! اطالوی، میلان میں اسرائیلی سیاح پر گرج برس رہے ہیں۔ نفرت ہی نفرت قاتلوں کے لیے۔ ایک جاپانی یہودی کو بے حد ذلیل کرتا حیرت زدہ کر دیتا ہے ہمیں! یہ تمھاری قربانیوں کا ثمر ہے۔ نیا ورلڈ آرڈر تمہارے خون سے آئے گا یا غزہ! شالوف کا ٹھکانہ حیی بن اخطب جیسے یہودی سرداروں، ابلیسی حواریوں کے ساتھ ہوگا۔

دنیا کے سبھی باضمیر غیر مسلموں کو ایمان کی دعائیں

دو جو دو سال سے دیوانہ وار فلسطین پر شب و روز اپنی صلاحیتیں، قوتیں، مال، اوقات، محبت نچھاور کر رہے ہیں۔ دنیا زندہ کردی ہے تم نے۔ اسرائیلی وحوش دنیا بھر کی نفرت کا مرکز ہیں ماسوا مٹھی بھر حریص مغربی، بھارتی حکمرانوں کے۔ سابق امریکی فوجی انتھونی کو دیکھو۔ فراہمیٔ امداد مرکز GHF پر وہ سیکورٹی کنٹریکٹر رہا۔ وہ فاقہ زدہ فلسطینیوں کے خلاف جنگی جرائم دیکھ کر دہشت زدہ رہ گیا۔ اس نے نکل کر ہنگامہ کھڑا کردیا کہ یہ صرف موت کا پھندا ہے فراڈ ہے مدد کے نام پر۔ امریکی ضمیر بھی چلا اٹھا ہے جا بجا۔ انتھونی جو عینی شاہد تھا اس معصوم '5 سالہ فلسطینی بچے احمد کا جو ننگے پاؤں، کمزور نحیف بدن، 12 کلومیٹر چل کر آیا۔ دال اور چاول کی دو پوٹلیاں ملیں اُسے تو اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔ مجھے چوما۔ جب وہ لوٹا تو اسرائیلی، مرچوں کے سپرے، آنسو گیس، سٹنٹ گرنیڈ اور گولیاں برسا دیں!' یہ ہے امریکی اسرائیلی امداد۔ زبردستی یو این اداروں کی حقیقی بھرپور، منظم امداد اُن سے چھین کر، موت ارزاں کرنے کو۔ پھر آپ نے ایسا منظر بھی دنیا میں، تاریخ میں کب دیکھا ہوگا کہ (یہ دوسرا واقعہ ہے) اسرائیلی بمباری کی شدت سے حاملہ ماں کا پیٹ پھٹا اور اس میں سے چڑامڑا ننھا وجود اس کے نوعمر بھائی کے ہاتھوں میں آ گیا۔ ایسا 'کیچ' کس نے کیا ہوگا۔ کرکٹ کے شیدائیو، تمھارا دل اس منظر پر لرزا؟ ڈوبا؟ دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ۔

فلسطینیوں کو موت نہیں آتی۔ ان کے ڈھانچے فاقہ زدہ ہم سے زیادہ قوی، ثبات اور زندگی والے ہیں۔ القدس کے محافظ۔ یہ تین مقام مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ ہر مسلمان کا فرضِ عین ہے تحفظ فراہم کرنے کے اعتبار سے۔ مگر فاقہ زدہ قسام! (جو یہودی یرغمال کی طرح خود بھی ہڈیوں کے ڈھانچے بن چکے ہیں۔ اللہ انھیں سلامتی دے۔ من و سلویٰ، چشمے عطا فرمائے! آمین) دو قومی ریاستی حل کے نام پر جو فراڈ مسلط کیے جانے کی خیرات کا چرچا ہے۔ اس پر ان بہادروں کا جواب دیکھیے: ''جب تک آزاد فلسطینی ریاست قائم نہیں ہوتی۔ ہم ہتھیار ہرگز نہ ڈالیں گے۔ مسلح مزاحمت چھوڑی نہیں جا سکتی۔ جب تک ہمارے مکمل قومی حقوق بحال نہیں کیے جاتے۔ جس میں آزاد، مکمل خود مختار فلسطینی ریاست ہے، بیت المقدس، (یروشلم) جس کا دارالحکومت ہو۔''

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!

❀❀❀

غلامی میں کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں

میمونہ یحییٰ

جسم کی آزادی اصل اور حقیقی آزادی نہیں۔ اگر قلوب، اذہان، نظریات، عقائد، معاملات اور معمولات غیروں کے مرہون منت ہوں تو جسم آزاد ہوتے ہوئے بھی انسان بدترین غلامی میں مبتلا ہے۔ جسم غلام ہوں اور ذہن آزاد تو اللہ اس جسمانی قید سے نجات کی کوئی نہ کوئی سبیل نکال ہی دیتے ہیں، مگر جب ذہن غلام اور جسم آزاد ہوں تو یہی غلامی کی بدترین شکل ہے جس میں اُمت مسلمہ گھٹنوں تک دھنسی ہوئی ہے۔ مرغیانہ چال سر جھکا کر غیروں کے پھینکے ہوئے دانے یہ کرشمہ دکھاتے ہیں کہ اس قوم سے خودی وخودداری ہی چھین لیتے ہیں پھر انہیں مرغیانہ چال اور بھیک میں پھینکے ہوئے دانے ہی بھاتے ہیں۔ اسی سے راضی بہ رضا رہتے ہیں۔ یہ بھیک کے دانے انسان کی غیرت، حمیت، خودی اور خودداری کی موت ہیں۔

اللہ نے تو نبی کی زبان سے فرمایا تھا کہ تم مجھ سے یہ یک نکاتی کلمہ لا الٰہ الا اللہ لے لو تو عرب اور عجم کے خزانے تمھارے زیر نگیں ہوں گے، عرب اور عجم کے خزانوں سے مراد دنیا کی امامت وسربراہ کاری اور پھر اس کے نتیجے دنیا تمہارے لیے مسخر کردی جائے گی۔

اور ایسا ہوا بھی چشم فلک نے وہ نظارا دیکھا بھی کہ ان عرب بدوؤں کو جو زندگی میں کسی ضابطے اور قانون کے پابند نہیں تھے، اس یک نکاتی کلمے کو تھام کر دنیا کے امام بن گئے۔ غیروں کے سسٹم کی پیروی کرنے والے نہیں بلکہ اپنا سسٹم خود تخلیق کرنے والے اور دنیا کو اس پر چلانے والے بن گئے۔

اُمتِ مسلمہ کو تو وجود میں ہی اسی لیے لایا گیا تھا کہ وہ اپنی دنیا آپ پیدا کریں، وہ کسی کے پیچھے نہیں بلکہ دنیا ان کے پیچھے چلے۔ مگر نبوت وخلافت کے ہی وہ زرین دور تھے جب چشم فلک نے وہ تجدید واحیائے دین کا وہ حسین نظارا بھی دیکھا کہ معاشرے میں خوشحالی، امن، سکون کا وہ دور دورہ تھا جب زکوٰۃ لینے والے لوگ ڈھونڈے سے نہیں ملتے تھے۔ مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوتی تھیں اور زمین دہل جاتی تھی مومن کے سجدوں سے۔ اور اب زمیں ترستی ہے اور متلاشی ہے ان نمازیوں اور ان سجدوں کو۔

قرآن پاک میں بیان کیے گئے مختلف قوموں کے قصے اس بات پر شاہد ہیں کہ جب کسی گروہ کا رشتہ اور رابطہ اس یک نکاتی کلمے اور اس کی اقامت سے منقطع ہوا اور اس کے نفاذ سے اعراض برتا تو شیطان کا تر نوالہ بن گئی۔ مختلف قوموں کی تہذیب وتمدن اور عقائد ونظریات کا شکار ہوگئی اور اپنی انفرادیت جو اللہ نے اُسے بخشی دوسری قوموں کی نقالی میں گم کر بیٹھی۔

آج ٹرانس جینڈر کا قانون ہو یا عورت کی نام نہاد آزادی کا قانون، سودی قوانین ہوں یا عدالتی قوانین معاشی قوانین ہوں یا معاشرتی اصول وضوابط، بے حیائی کا کلچر ہو یا نظامِ تعلیم یا نصابِ تعلیم سب کچھ مغرب کا مستعار ہے اور ملک کو سیکولر بنانے کی طرف پیش قدمی ہے۔ یہ سب اسی کلمے کو ترک اور رد کرنے کا شاخسانہ ہے چاہے ہم دن میں دس ہزار بار بھی کلمے کا زبانی ورد کرتے ہوں جب تک اس کی اقامت ونفاذ نہیں اس کا کوئی وزن نہیں۔ یہ سرکشیانہ اور باغیانہ روش ہے۔

مغرب جو آج 'الٰہ' کے درجے پر فائز ہے، اسی کے قوانین، اسی کی اسکیم، اسی کے ضابطے، اسی کے قاعدے اِس دنیا میں غالب ہیں۔ تو یہی وہ الٰہی منصب ہے جس کا مغرب دعوے دار ہے۔ اور وہ اُمت جس کو دنیا کو لیڈ کرنا تھا، وہ بنی اسرائیل کے طرز فکر وعمل اپنا کر دنیا میں ذلیل وخوار ہے کیونکہ جس طرح بنی اسرائیل نے تجدید واحیائے دین پر مبنی خدائی کائناتی اسکیم لا الٰہ الا اللہ کی اقامت ونفاذ کو ترک کیا تو ذلیل وخوار ہوئی اور اس کی طرز فکر وعمل کو گلے لگا کر اُمت بنی اسماعیل بھی ذلیل وخوار ہے اور تب تک رہے گی جب تک دوبارہ اسی لا الٰہ الا اللہ کے احیائی کلمے اور اس کی اسکیم سے نہیں جڑ جاتی، دوبارہ اسی اقامتی راہ روش اور راستے پر نہیں آجاتی۔ اسی بھولے ہوئے سبق کو خود بھی یاد کرنا ہے اور اُمت کو بھی یاد کرانا ہے۔ اسی میں ہماری سرخروئی، ترقی، بلندی، عظمت اور شان و رفعت ہے۔ بصورت دیگر خاکم بدہن۔۔۔ ہماری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں۔

”مثبت“ تجارتی معاہدے

خالد نجیب خان

خوش آئند بات ہے کہ ان دنوں پاکستان کے دیگر ممالک کے ساتھ تجارتی معاہدے ہو رہے ہیں، جن کے نتیجے میں وفود کی آمد و رفت جاری ہے۔ حال ہی میں ایرانی صدر پاکستان کا دو روزہ دورہ مکمل کر کے وطن واپس روانہ ہو چکے ہیں۔ اس دورے کے دوران کل 12 معاہدات طے پائے۔ ان کے اثرات وقت آنے پر ظاہر ہوں گے۔ اہم بات یہ ہے کہ وزیراعظم پاکستان نے ایران کے پُرامن جوہری توانائی کے حصول کے حق کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ سراہا بھی۔ دوسری طرف ایرانی صدر کا یہ کہنا کہ ”متحد رہنے سے ہی ہماری خودمختاری قائم رہے گی“، ایک حوصلہ افزا پیغام ہے۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہمیشہ سے پاکستان، ایران اور افغانستان کے درمیان اتحاد (PIA) کی بات کرتے آئے ہیں۔ ان میں سے دو ممالک کا ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونا، اس خواب کی دو تہائی تکمیل سمجھا جا سکتا ہے۔ بات تجارتی معاہدات کی ہو رہی تھی تو گزشتہ دنوں میں سوشل میڈیا کے ذریعے معلوم ہوا کہ پاکستان نے ایک بہت بڑے اور طاقتور ملک کے ساتھ نہ صرف تجارتی معاہدہ کیا ہے بلکہ اسے ”مثبت تجارتی معاہدہ“ بھی قرار دیا گیا ہے۔ بعض مبصرین کا کہنا ہے کہ پاکستان اور اس بڑے ملک کے درمیان تجارت کوئی نئی بات نہیں، یہ تعلق گزشتہ پون صدی سے بھی زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ پاکستان وہاں سے اناج، پرانے کپڑے، ہوائی جہاز اور مشینری درآمد کرتا ہے جبکہ وہ ملک پاکستان کے چند افراد کو خریدتا ہے، جو انتہائی سستے داموں بکتے ہیں اور ان کی قیمت بھی پاکستانی عوام خود ادا کرتے ہیں۔ ان کی یہاں کوئی قدر نہیں ہوتی۔ دلچسپ پہلو یہ ہے کہ کئی سمجھ دار اور قابل افراد بھی خود کو بیچنے کے لیے پیش کرتے رہتے ہیں، لیکن وہ ملک صرف اُنہی کو چنتا ہے جو اُس کی نظر میں خاص ہوں۔ خیر، اس بحث کو چھوڑتے ہیں۔

تجارتی معاہدات کے حوالے سے بہت اہم خبر یہ ہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ پاکستان اور امریکہ تیل کی تنصیبات کی ترقی کے لیے مل کر کام کریں گے۔ ڈیل کے تحت امریکہ اور پاکستان اپنے اپنے تیل کے ذخائر کو مل کر تلاش کریں گے۔ دونوں حکومتیں تیل تلاش کرنے والی آئل کمپنی کا طے کریں گی۔ صدر ٹرمپ نے یہ بھی کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ بہت جلد پاکستان اپنا تیل بھارت کو بھی برآمد کرنے لگے۔ پاکستان کے سادہ لوح عوام اس بات پر بہت خوش ہیں۔ خوشی کی بات تو ہے ناں کہ بھارت پاکستان سے تیل حاصل کرنے کے لیے اپنے ٹینکر لائن میں لگا کر کھڑا ہو گا اور پاکستان اُسے کہے گا ”جاؤ ہم نے تمہیں تیل نہیں بیچنا۔“ وہ پاکستان کے ترلے منتیں کرے گا مگر پاکستان اُس کے ٹینکروں کو ہاتھ کے ایک اشارے سے لائن میں سے نکال دے گا۔ بھارت پاکستان کو طرح طرح کے واسطے دے گا مگر پاکستان نہیں مانے گا کیونکہ اُس نے تو پالیسی بنا رکھی ہو گی کہ کسی ایسے ملک کو تیل نہیں بیچنا جس نے ماضی میں پاکستان کو پریشان کیا ہو۔ آخر کار جب وہ بڑی بڑی سفارشیں لے کر آئے گا تو اُس کے سو ٹینکروں میں سے کس ایک میں چند سو لیٹر تیل ڈال دے گا کہ جاؤ اس کو ایمبولینسز میں استعمال کرو۔

یہ وہ وقت ہو گا جب بھارت امریکہ کی طرف سے عائد کردہ 25 فیصد ٹیرف لاگو ہونے کے بعد مہنگائی کے ہاتھوں سخت پریشان ہو گا۔ بھارتی عوام پریشان ہوں گی کہ پاکستان نے امریکی صدر ٹرمپ پر کیا جادو کر دیا ہے کہ وہ بھارتی وزیراعظم مودی کی ساکھ کو مسلسل خراب کر رہے ہیں جبکہ پاکستان کی سیاسی اور فوجی قیادت کی تعریفیں کر رہے ہیں۔ صدر ٹرمپ کے بھارت کی اُن سات کمپنیوں پر جو ایران سے تیل خرید کر بیچا کرتی تھیں پر بھاری جرمانے کر دینے اور اُن بھاری جرمانوں کو چکانے کے بعد تیل کی قیمتوں میں اس قدر اضافہ ہو چکا ہو گا کہ بھارتی عوام کی قوت خرید سے باہر ہو چکا ہو گا۔ ایسے میں وہ وزیراعظم مودی کو یہ طعنہ بھی دے سکتے ہیں کہ صدر ٹرمپ نے پاکستان کے آرمی چیف کو وائٹ ہاؤس میں خصوصی کھانے پر بھی بلایا مگر مودی کو گھاس بھی نہیں ڈالی۔ ایسے میں ممکن ہے مودی برملا یہ جواب بھی دے دیں کہ امریکی صدر نے تو اُنہیں گھاس اس لیے نہیں ڈالی کہ وہ جانتے ہیں کہ میں گھاس کھانے والا ہوں ہی نہیں، ہاں ساگ پات الگ بات ہے۔ سچ تو یہی ہے کہ گیہوں اناج اور ساگ پات پر پل کر وزیراعظم کے عہدے تک پہنچنے والے کو ماس مچھلی یا گھاس ڈالنا بھی تو زیادتی ہی ہے۔ بہرحال مستقبل میں بھارت کے حالات بہت ”ماڑے“ ہونے والے ہیں اور ہمیں اُن ماڑے دنوں کا شدت سے انتظار ہے۔ بھارتی عوام اُس وقت مودی پر بری طرح سے غصہ نکالیں گے کہ اُس نے پاکستان کو تنگ کیوں کیا تھا اور پاکستان کے ساتھ جنگ کیوں چھیڑی تھی۔ یہی وہ وقت ہو گا جب پاکستان گزشتہ پون صدی سے زیادہ عرصے سے اپنے ساتھ ہونے والی ہر زیادتی کا بدلہ لے سکے گا۔

درج بالا تمام ممکنات، مفروضے اور توقعات گزشتہ دنوں کے اخبارات میں لکھے گئے اداریوں اور کالموں کا خلاصہ ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ ان کالم اور تجزیہ نگاروں کی تمام تر خواہشات بعینہٖ پوری ہوں مگر جذبات کی عینک اُتار کر دیکھیں تو ہمیں اور بھی کئی چیزیں نظر آتی ہیں۔

پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے، جس نے عالمی دباؤ کے باوجود ایٹم بم بنایا، میزائل اور ریڈار ٹیکنالوجی تیار کی، مگر معدنیات کی تلاش کے معاملے میں وہ آج بھی بیرونی مدد کا محتاج ہے۔ خبر ہے کہ تیل تلاش کرنے والی کمپنی کا تعین دونوں حکومتیں مل کر کریں گی۔ یہ سوال اہم ہے کہ پاکستان میں آج تک کوئی خودمختار مقامی کمپنی معدنیات کی تلاش میں کامیاب کیوں نہیں ہو سکی؟ جب بھی کسی نے بیرونی اثرات کے بغیر ایسا کرنے کی کوشش کی، اُسے عبرت کا نشان بنا دیا گیا۔ ماضی میں ہمیں ایسی کوئی نظیر نظر نہیں آئی ہے کہ پاکستان میں معدنیات کی تلاش کا کام کسی خودمختار پاکستانی کمپنی نے کیا ہو اور وہ اپنے انجام کو بھی پہنچا ہو۔ کسی غیر ملکی کمپنی کے کسی پاکستانی فرنٹ مین کی کمپنی کے ذریعے ایسا کوئی کام ہوا ہو تو الگ بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے قدرتی وسائل خصوصاً معدنی وسائل کا تخمینہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق کم از کم 6 ٹریلین ڈالرز ہے (غیر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تخمینہ 50 کھرب ڈالر سے زائد ہے۔) جن میں سے 4.5 ٹریلین ڈالرز بلوچستان میں موجود ہیں۔ ضلع چاغی کے علاقے ریکوڈیک میں دنیا کے سب سے بڑے ناقابلِ استخراج تانبے اور سونے کے ذخائر موجود ہیں۔ اِس کے علاوہ سینڈک منصوبے میں بھی تانبے اور سونے کے ذخائر موجود ہیں۔ لسبیلہ میں دڈر لیڈ اینڈ زنک کان میں 50 ملین ٹن لیڈ کے ذخائر موجود ہیں۔ پھر کرومائٹ، کوئلہ ماربل، اونکس، گریفائٹ، بارائٹ، نمک جیسی معدنیات تو

پہلے سے ہی دریافت شدہ ہیں اور ان سے پاکستان ہی نہیں پوری دنیا استفادہ کر رہی ہے۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ قیامِ پاکستان سے قبل جو غیر ملکی کمپنیاں یہ معدنیات نکال رہی تھیں وہی آج بھی نکال رہی ہیں۔ واضح رہے کہ مغلیہ دور میں ہندوستان میں انگریزوں کی آمد کا مقصد تو یہاں کے قدرتی وسائل پر قبضہ کرنا ہی تھا۔ پاکستان بننے کے بعد معدنیات نکالنے والی کمپنیاں آگے سے آگے فروخت ہوتی رہی ہیں مگر اُن کے 51 فیصد شیئرز کبھی بھی پاکستان کے پاس نہیں رہے لیکن جب بھی کسی منصوبے کو ختم کرنے کا پروگرام بنا تو اُس کمپنی کے تمام تر شیئرز پاکستان میں فروخت کر دیئے گئے۔

اپنے شیئرز فروخت کرنے والی یہ کمپنیاں نئے ناموں اور نئے وسائل کے ساتھ نئے قدرتی وسائل تلاش کرنے کے لیے پھر سے میدان میں موجود ہوتی ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے وہ کچھ بھی کر گزرنے کو تیار ہوتی ہیں۔ یہی وہ خزانہ ہے جس پر امریکہ سمیت دیگر بڑی طاقتوں کی نظریں ہیں۔ ان خزانوں کو حاصل کرنے کے لیے ہی بلوچستان اور کے پی کے کے مختلف علاقوں میں بدامنی پیدا کی جاتی ہے جس کے جواب میں پاکستان کی حکومت کو آپریشن بھی کرنے پڑتے ہیں۔ یہ خزانے صرف پاکستان میں ہی نہیں ہیں بلکہ افغانستان اور ایران میں بھی موجود ہیں اور یہ سارے علاقے آپس میں مربوط بھی ہیں ۔ انہی علاقوں میں دنیا کی بڑی طاقتیں اپنا کنٹرول حاصل کرنے کی تگ و دو کرتی رہتی ہیں اور اس وقت ایک طاقتور ملک کے پاکستان سے خریدے ہوئے چند افراد اپنا بھرپور ٹیلنٹ دکھا رہے ہیں۔ ہمیں اپنے اردگرد جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ ہم خود یا ہمارے اردگرد کے افراد میں سے کون کب اُس طاقتور ملک کے ہتھے چڑھتا ہے اور پاکستانی عوام کو بھیڑ کی کھال میں چھپے بھیڑیے کو مسلسل بھیڑ ثابت کرتا ہے۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ امریکہ اور پاکستان میں مثبت تجارتی معاہدہ کرانے والوں میں پاکستان کے وزیرِ خزانہ اور اُن کے وفد کا بڑا ہاتھ ہے اور یہ وزیرِ خزانہ صاحب وہی ہیں جنہوں نے اپنے وزارتِ خزانہ کا قلم دان سنبھالا تو اُن بچاروں کے پاس نہ قومی اسمبلی کی رکنیت تھی اور نہ ہی سینٹ کی۔ پھر ''غیب'' سے ان کی مدد ہوئی اور حلف اُٹھانے کے چند ہفتوں کے بعد اُنہیں سینٹ کی رکنیت ملی۔ ملک کی خدمت کرنے کے لیے اُن کا عزم اس قدر بلند تھا کہ وہ کسی بھی ایوان کی رکنیت ملے بغیر بھی یہ کام کرنے کو تیار تھے۔ ہم نے تاریخ میں بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو ملک و قوم کی خدمت بلا معاوضہ کرتے ہیں مگر وہ لوگ تو شاید لالچی ہوتے ہیں کہ اگلے جہاں میں جا کر اجر حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں مگر یہ صاحب ایسے لالچی ہرگز نہیں ہیں کہ سارا اجر اگلے جہان کے لیے سمیٹ کر لے جائیں وہ یہاں کا مال یہیں کمانے والے ہیں اور یہیں چھوڑ کر چلے جانے والے ہیں اور یہ صلاحیت بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔

عوام کو یاد ہوگا کہ بجٹ 26-2025ء پیش ہونے سے پہلے بہت شور اُٹھا تھا کہ اراکین پارلیمنٹ کی تنخواہوں اور مراعات میں خلافِ ضابطہ اور بے تحاشا اضافہ کر دیا گیا تھا تو اُن ''غریب'' اراکین پارلیمنٹیرینز کے حق میں بولنے والے صرف یہی ''مردِ حر'' ہی تو تھے۔ اُنہیں یہ احساس تھا کہ ان غریب اراکین کی تنخواہوں اور مراعات میں گزشتہ کئی برسوں سے کوئی اضافہ ہی نہیں ہوا ہے۔ جبکہ بے وقوف عوام تو ہر سال یہی مطالبہ کرتے رہتے ہیں کہ بجلی کے بلوں میں کمی کی جائے جبکہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ بجلی استعمال کریں گے تو بل تو آئے گا ہی۔ ہمیں ایسے لوگوں کو ہمیشہ نظر میں رکھنا چاہیے جو ایسے مثبت تجارتی معاہدات کر کے ملک کو ''ترقی'' کی راہ پر چلاتے ہیں۔

❁❁❁

پریس ریلیز 18 اگست 2025ء

شجاع الدین شیخ

ٹرمپ کے امریکہ کا پاکستان پر اچانک مہربان ہو جانا انتہائی قابلِ تشویش ہے۔ ابلیسی اتحادِ ثلاثہ کے مذموم مقاصد کو ناکام بنانے کے لیے اتحادِ اُمّت ناگزیر ہے اور اِسی میں پاکستان کی سالمیت بھی مضمر ہے

ٹرمپ کے امریکہ کا پاکستان پر اچانک مہربان ہو جانا انتہائی قابلِ تشویش ہے۔ ابلیسی اتحادِ ثلاثہ کے مذموم مقاصد کو ناکام بنانے کے لیے اتحادِ اُمّت ناگزیر ہے اور اِسی میں پاکستان کی سالمیت بھی مضمر ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ آج سے تقریباً 5 دہائیاں قبل سابق امریکی وزیرِ خارجہ ہنری کسنجر نے امریکی خارجہ پالیسی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ امریکہ کا دشمن تو اُس سے بچ سکتا ہے لیکن اُس کا دوست اُس سے نہیں بچ سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے امریکہ سے تعلقات بلکہ غلامی کی 78 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امریکہ نے ہر اہم موڑ پر پاکستان کو نقصان ہی پہنچایا ہے۔ لہٰذا امریکہ کے پاکستان پر اچانک مہربان ہو جانے اور فیلڈ مارشل صاحب کا چند ہفتوں کے فصل سے دوبارہ امریکہ کا دورہ کرنا ملک و ملت کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق حکومتِ پاکستان نے پی آئی اے سمیت 24 سرکاری اداروں کی نجکاری کا فیصلہ کیا ہے۔ ایسے فیصلے ملک و قوم کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ پھر یہ کہ امریکہ پاکستان میں موجود قیمتی اور نایاب معدنیات خصوصاً تانبے کے ذخائر پر بھی نظر رکھے ہوئے ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ امریکی خارجہ پالیسی کے دو اہم ستون ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی ہر قیمت پر غیر مشروط مدد کرنا اور دنیا بھر میں اپنی اجارہ داری کو قائم کرنا ہے۔ بھارت، امریکہ اور اسرائیل کی طرف سے دیئے گئے اہداف کو پورا نہ کر سکا اور آج بظاہر اُن کے زیرِ عتاب ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ایران کے صدر کا دو روزہ دورۂ پاکستان انتہائی خوش آئند ہے۔ پھر یہ کہ میڈیا کی اطلاعات کے مطابق پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کا 31 اگست کو چین کا دورہ اور چینی صدر سے ملاقات خطے میں کسی اہم پیش رفت کا نقطۂ آغاز ثابت ہو سکتی ہے بشرطیکہ مودی کشمیر اور خود بھارت میں اپنی مسلم دشمن پالیسیوں اور امریکہ و اسرائیل کے ساتھ اتحاد سے تائب ہو، جس کی امید رکھنا دیوانے کے خواب سے کم نہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان بھی دو کشتیوں کا سوار بننے کی بجائے عالمی جنوب (Global South) کے ساتھ جُڑے رہنے کا اصولی فیصلہ کرے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ غزہ، کشمیر اور دیگر مسلم ممالک میں دشمن قوتوں کا ظلم و ستم روکنے کا اصل اور دیرپا حل تو یہ ہے کہ مسلم ممالک میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے جب نسل، رنگ اور دیگر عصبیتوں سے بالاتر ہو کر تمام 57 مسلم ممالک قرآن و سنت کو اپنا امام بنا کر اُن سے جڑ جائیں اور دین کے نفاذ کے لیے تن من دھن لگا دیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اسی میں پاکستان کی بقاء اور سلامتی بھی مضمر ہے۔ اگر مسلمان ممالک اب بھی جسدِ واحد کی صورت اختیار نہیں کرتے تو طاغوتی قوتیں ایک ایک کر کے انہیں نیست و نابود کر دیں گی اور اس حوالے سے ایران کے بعد اگلی باری پاکستان کی بھی آ سکتی ہے جس کی ایک کوشش حال ہی میں بھارت نے امریکہ اور اسرائیل کی مدد سے آپریشن سندور کی صورت میں کی، لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے پاکستان نے دشمنوں کو ہزیمت ناک شکست دی۔ اللہ تعالیٰ مسلم ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کو حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے دینِ متین کے مطابق فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اتحادِ اُمّت

شہید حکیم محمد سعید

اسلام ایک ایسا دین ہے، جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے جن میں عبادات کے ساتھ معاملات بھی شامل ہیں۔ دینِ اسلام کی ہمہ گیری کا تقاضا ہے کہ اُمّت ایک وحدت کی حیثیت سے آپس میں متحد اور متفق رہے اس کے علاوہ مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ خود اسلامی شریعت پر عمل کریں اور دوسروں کے سامنے بھی اسلام کی دعوت پیش کریں۔ ساتھ ہی آپس میں احتساب کا فرض بھی ادا کرتے رہیں یعنی نیکیوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے لوگوں کو روکتے رہیں۔ یہ سب کچھ اُسی وقت ممکن ہے کہ جب اُمّتِ مسلمہ آپس میں متحد رہے اور اتحاد کی برکت سے اُمّت میں ایسی طاقت موجود ہو کہ اسلامی نظریۂ حیات کے نفاذ میں اُسے دقت نہ ہو۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بہترین اُمّت بنایا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ اسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب مسلمان بحیثیت ایک اُمّت آپس میں اس طرح متحد ہوں کہ وہ دنیا میں ایک ناقابلِ تسخیر طاقت بن کر رہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کو اجتماعی ایمان سے مشروط فرما دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”تم ہی غالب رہو گے اگر تم سچے مومن ہو۔“ (آل عمران: 139)

گویا برتری اور غلبہ حاصل کرنا جو انسان کی ایک فطری تمنا ہے اسی وقت ممکن ہے جب ساری اُمّتِ مسلمہ کے تمام افراد میں ایسا اتحاد قائم ہو جائے جو انہیں ایک دوسرے سے مربوط رکھے ایک دوسرے کا جانثار اور ہمدرد بنائے اور ایسی شیرازہ بندی قائم کردے کہ بڑی سے بڑی طاقت بھی اُن کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ اور وہ کامیابی کے ساتھ دینِ اسلام کو تمام دوسرے طریقہ زندگی اور افکار و اعمال کے تمام نظاموں پر غالب کر سکے۔ اُمّتِ مسلمہ کو جو فرائض اور ذمہ داریاں تفویض کی گئی ہیں ان پر اس وقت تک عمل نہیں ہو سکتا جب تک پوری اُمّہ ایک ناقابلِ شکست وحدت کی طرح اور افرادِ اُمّت باہم شیر و شکر نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں جو حکم دیا اس میں فرمایا کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور افتراق و انتشار پیدا نہ ہونے دو۔“ (آل عمران: 103)

اس اتحاد کی ضرورت اللہ تعالیٰ سے بہتر کون جانتا ہے؟ اس کے بغیر اُمّتِ مسلمہ دنیا کی دوسری قوموں کی طرح نااتفاقی کا شکار ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور پھر قدرت کا منشا تشنہ تکمیل رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کہ مسلمان دنیا کی بہترین اُمّت ہوں، اچھائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، دینِ اسلام کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا دیں اور دینِ اسلام کو غالب بنانے کی کوشش کریں۔ یہ فرائض کمزور اور منتشر قوم ادا نہیں کر سکتی۔ اس منصب پر فائز قوم کا اتحاد و اتفاق عدیم النظیر ہونا چاہیے۔ جیسا اتحاد کہ جو پوری امت کو ناقابلِ تسخیر بنا دے اور ان کے اقوال و افعال کی انسانیت اور افکار و خلوت بھی ہم آہنگی دوسری قوموں کے لیے نمونہ بن سکے اسلام کوئی ایسا دین بھی نہیں ہے کہ جو زبردستی لوگوں پر تھوپا جا سکے۔ ایسا کرنے کی ہمارے دین میں اجازت نہیں ہے: ”دین میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔“ (البقرہ: 256) اسلام کو بزورِ طاقت پھیلانے سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے۔ ابدی طور پر اسلام کا منشا یہ ہے کہ مسلمان خود اسلامی تعلیم کا نمونہ بن کر رہیں اور آپس میں اس طرح متحدہ ہو کر رہیں کہ دوسرے لوگ یہ محسوس کریں کہ مسلمان ایک قابلِ تقلید قوم ہیں۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ مسلمان آپس میں اس طرح ایک دوسرے سے منسلک رہیں جس طرح دیوار کی اینٹیں ایک دوسرے کو سہارا دیئے رہتی ہیں اور یہ سب مل کر خود کو ایک مضبوط اور مستحکم دیوار کی حیثیت سے قائم رکھتی ہیں۔ مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کا سہارا بن کر رہیں گے تو ایک ناقابلِ تسخیر اُمّہ کی حیثیت سے اس دنیا میں عزت اور اقتدار کے ساتھ زندہ رہیں گے۔ اس لیے اتحادِ اُمّت پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ (الحجرات: 10)

ان کا نفع مشترک اور ان کا نقصان ایک ہے، ان کی طاقت ان کا اتحاد ہے۔ ان کی برتری دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں اس لیے بھی ہوگی کہ مسلمان اُمّت کی برتری اور فلاح کے لیے کوشش کرتا ہے اور اتحاد و اتفاق کو قائم رکھنے کے لیے بڑی سے بڑی انفرادی قربانی پیش کرتا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(31 جولائی تا 4 اگست 2025ء)

- **جمعرات 31 جولائی:** مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کو شعبہ تعلیم و تربیت کے اجلاس کی صدارت کی۔ شام کو قرآن اکیڈمی لاہور میں مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے زیرِ اہتمام ”اتحادِ اُمّت اور پاکستان کی سالمیت“ مہم کے حوالہ سے صحافیوں کی ایک نشست میں گفتگو کی۔ سوال و جواب کی ایک بھرپور نشست کا اہتمام بھی ہوا۔
- **جمعۃ المبارک 01 اگست:** صبح کو شعبہ مالیات کے اجلاس کی صدارت کی۔ نمازِ جمعہ سے قبل مشیر خصوصی ایوب بیگ مرزا صاحب سے ملاقات کی۔ خطاب جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں ارشاد فرمایا۔ بعد نمازِ جمعہ شعبہ سمع و بصر کے سٹوڈیو میں پروگرام ”امیر سے ملاقات“ کی ریکارڈنگ کرائی۔
- **ہفتہ 02 اگست:** علی الصبح حلقہ پوٹھوہار کے تنظیمی دورہ کے لیے ناظمِ اعلیٰ صاحب کے ساتھ روانگی ہوئی۔ مسجد العابد، گوجر خان میں حلقہ کے کل رفقاء اجتماع میں حلقہ کے معاونین و مقامی امراء اور نئے رفقاء کا تعارف، سوال و جواب کی نشست، مختصر گفتگو اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ بعد نمازِ ظہر مقامی تنظیم کے معاونین و نقباء کا تعارف اور سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ شام کو اسلام آباد روانگی ہوئی۔
- **اتوار 03 اگست:** دن میں مسجد الحرمین، راولپنڈی میں حلقہ پنجاب شمالی کے تنظیمی دورہ کے دوران حلقہ کے کل رفقاء اجتماع میں حلقہ کے معاونین و مقامی امراء اور نئے رفقاء کا تعارف، سوال و جواب کی نشست، مختصر گفتگو اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ بعد نمازِ ظہر مقامی تنظیم کے معاونین و نقباء کا تعارف اور سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ شام کی فلائیٹ منسوخ ہونے کی وجہ سے رات راولپنڈی میں قیام رہا۔
- **پیر 04 اگست:** دوپہر کو اسلام آباد ائیرپورٹ سے کراچی روانگی ہوئی۔
- **معمول کی سرگرمیاں:** نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ متفقہ نصابِ قرآنی کے حوالہ سے بھی ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی ریکارڈنگز کا اہتمام بھی ہوا۔

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

شریعت اپیلیٹ بینچ 1999ء کے فیصلے میں عدالت عظمٰی نے یہ کوشش کی ہے کہ دورِحاضر کے اسلامی فقہ میں مختلف مسائل کے حوالے سے موجود متضاد نقطہ ہائے نظر کے درمیان اعتدال کا راستہ اپنایا جائے۔ افراطِ زر کی صورت میں معزز عدالت قرض کی انڈیکسیشن کو تسلیم نہیں کرتی' کیونکہ کسی بھی نظامِ معیشت میں افراطِ زر ایک معمول کا عمل ہے۔ تاہم' hyper inflation کی صورت میں عدالت قرض دہندہ کے اس حق کو تسلیم کرتی ہے کہ اسے پہنچنے والے بھاری نقصان کی تلافی کی جانی چاہیے۔ اس مقصد کے لیے غبن فاحش کا اصول متعارف کرایا گیا ہے تاکہ قرض خواہ کے اس نقصان کا ازالہ ہو سکے جو hyper inflation کے سبب کرنسی کی قوتِ خرید میں کمی سے اسے پہنچتا ہے۔ hyper inflation کی صورت میں قرض دہندہ کو بہت زیادہ خسارہ ہوتا ہے کیونکہ اسے قرض دار سے جو رقم ملتی ہے اس کی قدر قرض کے طور پر دی گئی اصل رقم سے بہت کم ہوتی ہے۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1203 دن گزر چکے!

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم ماڈل کالونی کے رفیق جناب محمود احمد خان وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-3190926

☆ حلقہ کراچی شمالی، بلدیہ ٹاؤن کے نقیب جناب آصف محمود کے صاحبزادے مبتدی رفیق جناب محتشم محمود روڈ ایکسیڈینٹ میں وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0312-2314182

☆ حلقہ پوٹھوہار کی مقامی تنظیم جاتلاں کے امیر جناب عطاء الرحمٰن صدیقی کے ماموں مبتدی رفیق جناب قاضی عبدالرشید وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0334-5801055

☆ حلقہ لاہور غربی، ٹاؤن شپ تنظیم کے معتمد اور قرآن اکیڈمی لاہور شعبہ خط و کتابت کے انچارج جناب امجد علی کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-4927901

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر 2 کے رفیق جناب محمد سمیر صدیقی کا نومولود بیٹا وفات پا گیا۔ برائے تعزیت: 0333-6338806

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن اقبال کے ناظم تربیت جناب محمد نعمان احمد کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0336-3085562

☆ حلقہ بہاول نگر کے ناظم تربیت جناب افتخار احمد اور رفیق تنظیم جناب زین العابدین کے ماموں وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0304-5894336

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاء کالج) ملتان'' میں 23 تا 25 اگست 2025ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-6303691 / 0322-6187858

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی'' (حلقہ کراچی جنوبی) میں 23 تا 29 اگست 2025ء (بروز ہفتہ بعد نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ **اسلام کا انقلابی منشور** ☆ **جہاد فی سبیل اللہ**

☆ **تنظیم اسلامی کی دعوت سہ ورقہ (عملی مشق)**

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

29 تا 31 اگست 2025ء (بروز جمعۃ المبارک بعد عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ **منہج انقلابِ نبوی ﷺ (صفحات: 1 تا 90)**
زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-2192701/021-34306041

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

دو کبیرہ گناہ غیبت اور بہتان

مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت، تنظیم اسلامی

غیبت اور بہتان دو ایسے کبیرہ گناہ ہیں جنہیں عام طور پر اہمیت نہیں دی جاتی اور ان کو ہلکا سمجھا جاتا ہے حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک ان کا ارتکاب بہت بڑا جرم ہے۔

جب منافقین حضرت عائشہ ؓ پر بہتان لگا رہے تھے تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور آیت نمبر 15 میں فرمایا:

﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝15﴾ ’’جب تم لے رہے تھے اسے اپنی زبانوں سے‘ اور تم اپنے مونہوں سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کے بارے میں تمہیں کوئی علم نہیں تھا‘ اور تم اسے معمولی سمجھ رہے تھے‘ جبکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات تھی۔‘‘

یعنی صرف بے بنیاد اور بے دلیل بہتان کو سن کر آگے بیان کر دینا عام طور پر لوگ بہت ہلکا سمجھتے ہیں جبکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت سنگین بات ہے۔ غیبت اور بہتان کی برائی اور شناعت قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمودات میں ان سے بچنے کی انتہائی مؤثر انداز میں تلقین کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے زبان کے استعمال میں انتہائی محتاط رہنے کی تعلیم دی ہے۔

غیبت یہ ہے کہ کسی شخص کی برائی اس کی پیٹھ پیچھے بیان کی جائے۔ اگر وہ بات اس کے سامنے کی جائے تو وہ اُسے ناپسند کرے۔ اگر اس کی کوئی خامی معلوم ہو جائے تو اس پر پردہ ڈالنے کا حکم ہے، نہ کہ اسے بیان کیا جائے۔ پردہ ڈالنا اللہ کی طرف سے ایک انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَن سَتَرَ مُسلِمًا، سَتَرَهُ اللّٰهُ في الدُّنيا وَالآخِرَةِ)) (رواہ المسلم) ’’جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔‘‘

قیامت کے دن جس کی پردہ پوشی کر دی جائے، وہی تو بڑا خوش نصیب ہے، لہٰذا اُس دن کی رسوائی سے بچنے کے لیے دنیا کی زندگی میں دوسروں کی پردہ پوشی ضروری ہے۔ دوسروں کی غلطیاں بیان کرنا قیامت کے دن رسوائی کا سبب ہے۔

غیبت وہ گناہ ہے جسے قرآن مجید میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے، سورۃ الحجرات آیت 12 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اے اہل ایمان! زیادہ گمان کرنے سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں‘ اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹوہ میں نہ رہا کرو‘ اور تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ یہ تو تمہیں بہت ناگوار لگا! اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو‘ اللہ توبہ کا بہت قبول فرمانے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔‘‘

مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس ؓ سے روایات ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’اگر کسی شخص کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہو رہی ہو اور وہ روکنے پر قدرت رکھتا ہو تو ضرور روک دے۔ (اس روکنے کے سبب) اللہ تعالیٰ دین اور دنیا (کی مصیبتوں) میں اس کی مدد کرے گا۔ اور اگر روکنے کی طاقت رکھنے کے باوجود نہ روکے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس سے (جیسے چاہے) باز پرس کرے گا۔

غیبت کرنے والے کا چھٹکارا اس صورت میں ہے کہ جس کسی کی اس نے غیبت کی ہے، اس سے اپنا گناہ معاف کرا لے۔ اگر وہ فوت ہو چکا ہو تو اس کی بخشش کے لیے دعا کرے۔

غیبت بہت بڑا گناہ ہے، مگر بہتان تو اُس سے بھی کہیں بڑا گناہ ہے، کیونکہ غیبت کرنے والا تو کسی بات کا ذکر کرتا ہے جو اس شخص میں ہوتی ہے، جبکہ بہتان وہ جھوٹی بات ہے جو کسی بھائی کی طرف منسوب کر دی جاتی ہے حالانکہ وہ اس میں سرے سے موجود ہی نہیں ہوتی۔ اسی لیے بہتان کی سزا قرآن میں 80 کوڑے مقرر کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جس شخص نے کسی مسلمان پر ظلم کیا یا اس پر تہمت لگائی، اُسے چاہیے کہ وہ اپنی جگہ آگ میں لے لے۔ اور جس نے کسی مسلمان کو رسوا کرنے کے لیے اُس پر تہمت لگائی، قیامت کے دن دوزخ کے پل پر قید رکھا جائے گا جب تک کہ وہ اپنی اس بات سے چھٹکارا نہ پالے۔‘‘ (متفق علیہ)

بہتان لگانے والا شخص اُس وقت تک عذاب میں رہے گا جب تک وہ شخص، جس پر بہتان لگایا گیا، اُس کو معاف نہ کر دے۔

غیبت اور بہتان ایسے گناہ ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبان اور دل کو صاف رکھیں۔ اگرچہ یہ مشکل ہے، مگر ناممکن نہیں۔ جب ہم خود احتسابی کرتے ہیں، تو ہمیں دوسروں کی برائیاں کم نظر آتی ہیں اور اپنی اصلاح کی فکر بڑھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور دوسروں کو ان باطنی بیماریوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس کمپیوٹر سائنس جاری، قد "5'.5 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0343-4673016

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی سے رفیقِ تنظیم کو اپنی بیٹی، تعلیم CA انٹر، عمر 31 سال، قد 5 فٹ 4 انچ، صوم و صلوٰۃ کی پابند، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-5122671

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

● حماس کے سیاسی دفتر کے سربراہ اور سابق فلسطینی وزیر اعظم، مجاہد، قائد، اسماعیل ہنیہ (ابوالعبد) کی شہادت کو ایک سال بیت چکا ہے۔ انہیں گزشتہ سال ایران کے دارالحکومت تہران میں صہیونی دشمن نے چند ایرانی غداروں کے ساتھ ایک سفاکانہ کارروائی میں شہید کر دیا تھا۔ یہ ایک ایسا جرم تھا جس نے اُمت کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور یہ ثابت کیا کہ قابض دشمن مزاحمت کے قائدین کو جہاں کہیں بھی پا لے، اُن کے تعاقب سے باز نہیں آتا۔ جبکہ اہل غزہ ہی نہیں پوری مسلم اُمّہ کو یقین ہے کہ اُن کی شہادت ضرور رنگ لائے گی۔ غزہ میں جہاں ایک طرف اسلامی تحریک مزاحمت (حماس) کے رضا کاراُن کی تربیت کے نتیجے میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں تو دوسری طرف غاصب اور قابض صہیونی افواج ہر نہتے فلسطینی مسلمان کی شہادت پر جشن بھی مناتے نظر آتے ہیں۔

اسماعیل ہنیہ بے شک صہیونیوں کے لیے ایک ڈراؤنے خواب سے کم نہیں تھے جبکہ ایک اسماعیل ہنیہ کو شہید کر کے صہیونی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ اسماعیل ہنیہ کی تربیت کے باعث اب غزہ کا ہر مسلمان اسماعیل ہنیہ بن چکا ہے۔

اسماعیل ہنیہ 1963ء میں غزہ کے الشاطی مہاجر کیمپ میں پیدا ہوئے اور ایک ایسے ماحول میں پرورش پائی جو فقر، صبر اور استقامت سے بھرپور تھا۔ جوانی میں اسلامی اور دعوتی سرگرمیوں میں شامل ہو گئے اور پہلی انتفاضہ کے آغاز ہی سے ایک قیادتی آواز کے طور پر اُبھرے۔ متعدد بار گرفتار کیے گئے اور 1992ء میں جلاوطن کیے گئے، جہاں اُن کی قیادت نکھری اور سیاسی فہم پختہ ہوا۔ جلاوطنی کے بعد واپس آ کر انہوں نے حماس کی صفوں میں اپنی جدوجہد جاری رکھی، یہاں تک کہ جماعت کی نمایاں سیاسی شخصیات میں شامل ہو گئے۔ پھر سیاسی دفتر کے سربراہ بنے اور ایک ایسا قائد بن گئے جن کا اعتراف کرنے پر دشمن بھی مجبور تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی تمام تر جدوجہد اور شہادت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین!

● وزارت صحت فلسطین کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے اب تک اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں شہداء کی مجموعی تعداد 60933 اور زخمیوں کی تعداد 150027 ہو چکی ہے۔ جنگ بندی، معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 18 مارچ 2025ء سے اب تک شہداء کی تعداد 9440 اور زخمیوں کی تعداد 37986 ہو چکی ہے۔ رزقِ حلال کے حصول اور امداد حاصل کرنے کے دوران شہید ہونے والوں کی مجموعی تعداد 1513 جبکہ زخمیوں کی تعداد 10578 ہو گئی ہے۔

● ترجمان عالمی ادارہ صحت (WHO) نے الجزیرہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''جو کچھ ہم غزہ میں دیکھ رہے ہیں، وہ دل دہلا دینے والا ہے، چاہے اسے باقاعدہ قحط کہا جائے یا نہ کہا جائے۔ یہ صرف ایک انسانی بحران نہیں، بلکہ ایک اجتماعی تباہی ہے۔ جبکہ ''ڈاکٹرز فار ہیومن رائٹس'' نے غزہ میں جاری مظالم کو دستاویزی شواہد اور بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ قانونی تعریفات کی بنیاد پر نسل کُشی قرار دیا ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

● **آسٹریلیا: لاکھوں افراد کا تاریخی غزہ امن مارچ:** سڈنی ہاربر برج پر لاکھوں افراد نے فلسطین کے حق اور اسرائیلی درندگی کے خلاف تاریخی مارچ میں حصہ لیا۔ شرکاء نے غزہ میں فوری جنگ بندی اور فلسطین کو آزادی دو کے نعرے لگائے اور کہا کہ ''ہم سب فلسطینی ہیں'' سڈنی اور میلبورن میں احتجاج میں آسٹریلوی سینیٹر مہرین فاروقی، سابق وزراء، جولیان اسانج، کئی کھلاڑی اور سیاستدان شریک ہوئے۔ فلسطینیوں کی نسل کشی اور جبری قحط پر لندن، مانچسٹر، فرانس، جرمنی، ڈنمارک، جنوبی افریقہ، یمن اور مغربی کنارے میں بھی احتجاج کیا گیا۔

● **بنگلہ دیش: حسینہ واجد کے خلاف مقدمے میں گواہان کی پیشی:** سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد، جنہوں نے عدالت کے بار بار بلانے کے باوجود بھارت سے واپس آ کر مقدمے کا سامنا کرنے سے انکار کر دیا ہے، پر انسانیت کے خلاف جرائم جیسے سنگین الزامات ہیں۔ ان مقدمات میں گواہان نے عدالت میں بیانات ریکارڈ کروانا شروع کر دیئے ہیں۔ واضح رہے کہ سابق وزیر اعظم پر الزام ہے کہ انہوں نے طلبہ کی قیادت میں چلنے والی تحریک کو کچلنے کے لیے خونریز کریک ڈاؤن کا حکم دیا تھا۔

● **بھارت: مسجد بم دھماکہ کے 7 ملزم 17 سال بعد بری:** بھارتی عدالت نے مسجد کے قریب ہونے والے خوفناک بم دھماکے کے مقدمے میں بی جے پی کی سابق رکنِ پارلیمنٹ اور انتہا پسند ہندو رہنما سادھوی پرگیہ ٹھاکر سمیت سات افراد کو 17 سال بعد بری کر دیا۔ واضح رہے کہ 26 ستمبر 2008ء کو ریاست مہاراشٹرا کے شہر مالیگاؤں میں ایک مسجد کے قریب نماز جمعہ کے وقت موٹر سائیکل میں نصب بم زوردار دھماکے سے پھٹنے سے 6 نمازی شہید اور 100 سے زائد زخمی ہو گئے تھے۔ اس حملے کو بھارت کے انسداد دہشت گردی اداروں نے فرقہ وارانہ فساد بھڑکانے کی سوچی سمجھی کوشش قرار دیا تھا۔ دورانِ تفتیش انکشاف ہوا تھا کہ جس موٹر سائیکل پر بم نصب کیا گیا تھا وہ خاتون انتہا پسند ہندو رہنما پرگیہ ٹھاکر کی ملکیت تھی اور اُس نے بم دھماکے سے قبل دہشت گردی کی اس واردات کی منصوبہ بندی کے لیے ایک اجلاس میں شرکت بھی کی تھی۔ اُسے حراست میں لے لیا گیا تھا اور 9 سال تک جیل میں قید بھی رہی مگر پولیس نے تفتیش کو خراب کیا اور 2017ء میں پرگیہ ٹھاکر کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد پرگیہ ٹھاکر نے بی جے پی میں شمولیت اختیار کی اور 2019ء میں بھوپال سے الیکشن جیت کر اسمبلی کی رکن بن گئی تھی۔

● **اقوام متحدہ: مدینہ بطور صحت مند شہر تسلیم کر لیا گیا:** عالمی ادارہ صحت نے مدینہ کو صحت مند شہر کے طور پر تسلیم کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ اسلام کے دوسرے مقدس ترین مقام نے 80 پوائنٹس حاصل کئے ہیں۔ مدینہ ریجن کے گورنر شہزادہ سلمان بن سلطان نے ایک تقریب کے دوران وزیرِ صحت فہد الجلاجل سے عالمی ادارہ صحت کا ایکریڈیشن سرٹیفکیٹ وصول کیا۔

● **انڈونیشیا: قومی اتحاد کے لیے سینکڑوں سیاسی قیدی رہا:** صدر سوبیانتو نے انڈونیشیا میں قومی اتحاد کے فروغ کے لیے سینکڑوں قیدیوں کو رہا کر دیا۔ رہا ہونے والوں میں سابق صدر جوکو ودودو کا نام بھی شامل ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

Unseen war

By: Ramzy Baroud

Israel is meticulously following a textbook model of instigating unrest in the occupied West Bank. The latest such provocations consisted of stripping the Palestinian-run Hebron (Al-Khalil) municipality of its administrative powers over the venerable Ibrahimi Mosque. Worse, according to Israel Hayom, it granted these powers to the religious council of the Kiryat Arba Jewish settlement, an extremist settler body.

Though all Jewish settlers in occupied Palestine can be qualified as extremists, the approximately 7,500 inhabitants of Kiryat Arba represent a more virulent category. This settlement, established in 1972, serves as a strategic foothold to justify subjecting Hebron to stricter military control than virtually any other part of the West Bank.

Kiryat Arba is infamously linked to Baruch Goldstein, the US-Israeli settler who, in February 1994, unleashed a horrific attack. He opened fire at Muslim worshipers kneeling for dawn prayer at the Ibrahimi Mosque, mercilessly killing 29. This bloodbath was swiftly followed by another, where the Israeli army brutally cracked down on Palestinian protesters in Hebron and across the West Bank, murdering an additional 25 Palestinians.

Yet, the Israeli Shamgar Commission, tasked with investigating the massacre, resolved in 1994 that the Palestinian mosque, a site of profound religious significance, was to be grotesquely divided: 63% allocated to Jewish worshipers and a mere 37% to Palestinian Muslims.

Since that calamitous decision, oppressive restrictions have been systematically imposed. These include pervasive surveillance and, at times, unjustifiable, extended closures of the site, solely for exclusive settler use.

The latest decision, described by Israel Hayom as "historic and unprecedented," is profoundly dangerous. It places the fate of this historic Palestinian mosque directly into the hands of those fanatically keen on acquiring the holy site in its entirety.

But the Ibrahimi Mosque is merely a microcosm of something far more sinister underway across the West Bank. Israel has exploited its war in Gaza to dramatically escalate its violence, carry out mass arrests, confiscate vast tracts of land, systematically destroy Palestinian farms and orchards, and aggressively expand illegal settlements.

Though the West Bank, previously largely subdued by joint Israeli military pressures and Palestinian Authority crackdowns, was not a direct party to the October 7, 2023, assault nor the ongoing Israeli genocide in Gaza, it has inexplicably become a major focus for Israeli military measures.

In the first year of the war, over 10,400 Palestinians were detained in Israeli army crackdowns, with thousands held without charge. Furthermore, hundreds of Palestinians have been forcibly ethnically cleansed, largely from the northern West Bank, where entire refugee camps and towns have been systematically destroyed in protracted Israeli military campaigns.

Israel's overarching aim remains the strangulation of the West Bank. This is achieved by severing communities using ubiquitous military checkpoints, imposing total closures of vast regions, and the cruel suspension of work permits for Palestinian laborers, who are almost entirely dependent on the Israeli work market for survival.

Excerpted: *'Beyond Gaza's Shadow: The Unseen War for the West Bank's Future'.*

Courtesy: *Counterpunch.org*

About the Author: Dr. Ramzy Baroud is a US-Palestinian journalist, media consultant, author, and internationally syndicated columnist. He is the Editor of Palestine Chronicle (1999–present), former Managing Editor of the London-based Middle East Eye, former Editor-in-Chief of The Brunei Times, and former Deputy Managing Editor of Al Jazeera Online.

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.30

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore